# اَحکَامُ

# الوُضوءِ والغُسلِ والصّلوۃ



تالیف جاوید اقبال سیالکوٹی

نظر ثانی فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالمنان نورپوری حفظہ اللہ

مکتبہ اسلامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
جدید ایڈیشن
احکام
الوضوء والغسل والصلوٰۃ
تالیف جاوید اقبال سیالکوٹی
نظر ثانی فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالمنان نورپوری
www.KitaboSunnat.com
مکتبہ اسلامیہ
MAKTABA ISLAMIA
مکتبہ اسلامیہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب

# احکام الوضوء والغسل والصلوٰۃ

تالیف

جاوید اقبال سیالکوٹی

نظر ثانی

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ

ناشر ---------------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------------- 2016ء

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: بادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

Ph 0300-8661763 , 0321-8661763
www.facebook.com/maktabaislamia1
maktabaislamiapk@gmail.com
www.maktabaislamiapk.com
www.maktabaislamiapk.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فہرست مضامین

## دوسرا باب

......*......

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# عرضِ مؤلف

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء وأشرف المرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين وبعد!

آج سے تقریباً 20 سال قبل جامع مسجد توحید سمبڑیال میں جمعۃ المبارک کے خطبات میں وضو، غسل اور نماز کا مسنون طریقہ بیان کیا، بعض بھائیوں کے اصرار پر میں نے خطبات کو جمع کر کے کتاب کی شکل دے دی، اب کچھ ماہ پہلے میں نے یہ خطبات جامع مسجد دو مینار والی ایمن آباد روڈ سیالکوٹ میں دیے، محترم بھائی مبارز صاحب کے اصرار پر اب دوبارہ ان خطبات کو مزید تخریج وتحقیق کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہمارے لیے نجات اخروی کا سبب بنائے۔

آمین یا رب العالمین۔

جاوید اقبال سیالکوٹی

پہلا باب:

# وضو

## وضو کی فرضیت:

نماز کے لیے وضو فرض ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾۔ ①

"اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اُٹھو تو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھولو اور سر پر مسح کرو اور پاؤں ٹخنوں تک"۔

## وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ»۔ ②

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی جو بے وضو ہے حتی کہ وہ وضو کر لے"۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ»۔ ③

---

① سورۃ المائدۃ:6

② صحیح بخاری:135

③ صحیح مسلم:224

"عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں"۔

## وضو نماز کی چابی ہے:

عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ»۔[1]

"علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز کی چابی وضو ہے"۔

## ناقص وضو کرنے پر وعید:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے وضو کیا ہے، مگر ایڑیاں خشک رہ گئی ہیں ان کو پانی نہیں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَيْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ»۔[2]

"ایڑیوں کے لیے جہنم کی آگ ہے، وضو خوب اچھی طرح مکمل کرو"۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «وَيْلٌ لِلْاَعْقَابِ وَبُطُوْنِ الْاَقْدَامِ مِنَ النَّارِ»۔[3]

"عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایڑیوں اور پاؤں کے اندر والے حصے کے لیے جہنم کی آگ ہے"۔

---

[1] ابوداود: 61، ترمذی: 3 (حسن لذاتہ)

[2] صحیح بخاری: 165، صحیح مسلم: 241

[3] صحیح ابن خزیمہ: 163 (صحیح)

## ناقص وضو کے برے اثرات:

عَنْ شَبِيبٍ أَبِيْ رَوْحٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَقَرَأَ الرُّوْمَ فَالْتَبَسَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يُصَلُّوْنَ مَعَنَا لَا يُحْسِنُوْنَ الطُّهُوْرَ، فَإِنَّمَا يَلْبِسُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ أُولَئِكَ»۔[1]

''شبیب ابوروح ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی اس میں سورۂ روم تلاوت کی۔ آپ ﷺ کو اس میں شبہ پڑ گیا جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ہمارے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں لیکن طہارت صحیح نہیں کرتے یہ لوگ ہمیں قرآن پڑھنے میں شبہ ڈال دیتے ہیں''۔

## وضو کی فضیلت:

1۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أُمَّتِيْ يَأْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوْءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ»۔[2]

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے لوگ قیامت کے دن آئیں گے اس حال میں کہ ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں وضو کے آثار سے سفید ہوں گے، پس تم میں جو طاقت رکھتا ہے کہ وہ اپنی سفیدی کو بڑھائے تو ایسا کرے''۔

*...... مسلم کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے سوال کیا

---

[1] سنن نسائی: 947 (صحیح)

[2] صحیح مسلم: 246

کہ آپ ﷺ ان بھائیوں کو اپنی امت سے کیسے پہچانیں گے جو ابھی تک نہیں آئے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا مجھے بتائیں اگر کسی شخص کا گھوڑا سفید چہرے اور سفید ہاتھ پاؤں والا ایسے گھوڑوں کے درمیان ہو جو بالکل سیاہ رنگ کے ہیں تو کیا وہ اپنے گھوڑے کو پہچان نہ لے گا؟ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! بالکل آپ نے فرمایا: بلاشبہ وہ (میری امت کے لوگ) آئیں گے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں وضو کی وجہ سے روشن ہوں گے اور میں حوضِ کوثر پر ان کے لیے انتظام کرنے والا ہوں۔[1]

2۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ، حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوءُ»۔[2]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کا زیور (سفیدی) وہاں تک پہنچے گا جہاں وضو کا پانی پہنچتا رہا۔

یعنی مومن کا وہ وہ عضو روشن ہوگا جہاں جہاں وضو کا پانی پہنچتا رہا۔

3۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ الصُّنَابِحِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَتَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ فِيهِ، فَإِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ أَنْفِهِ، فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ يَدَيْهِ، فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ أُذُنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ

---

[1] صحیح مسلم:249

[2] صحیح مسلم:250

رِجْلَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ كَانَ مَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلَاتُهُ نَافِلَةً لَّهُ»۔[1]

’’عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مومن شخص وضو کرتا ہے پانی منہ میں ڈالتا ہے تو اس کے منہ کے گناہ نکل جاتے ہیں (یعنی معاف ہو جاتے ہیں) اور جب ناک جھاڑتا ہے تو اس کے ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں اور جب اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کی دونوں آنکھوں کی پلکوں سے نکل جاتے ہیں اور جب اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں کے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے دونوں ہاتھوں کے ناخنوں سے نکل جاتے ہیں اور جب اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے کانوں سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں اور جب اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے پاؤں کے ناخنوں سے گناہ نکل جاتے ہیں اس کے بعد اس کا مسجد کی جانب چلنا اور نماز ادا کرنا زائد ہوتا ہے یعنی وضو کرنے سے تو گناہوں سے پاک صاف ہو گیا اب مسجد کی طرف جانا اور نماز پڑھنا یہ زائد نیکیاں ہیں‘‘۔

### فائدہ:

وضو سے جو گناہ معاف ہوتے ہیں وہ صغیرہ ہیں، کبیرہ گناہ وضو سے معاف نہیں ہوتے وہ توبہ یا اللہ تعالیٰ کے فضل سے معاف ہوتے ہیں، اسی طرح فرضی نماز سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں، جب کہ خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کی گئی ہو۔ نفلی نماز سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

---

[1] سنن نسائی: 103 (حسن لذاتہ)

اس کے دلائل یہ ہے:

عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرماتے تھے:

«مَا مِنَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا، إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيرَةً وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ». [1]

''جب کسی مسلمان پر فرض نماز کا وقت آتا ہے تو وہ اچھے انداز سے وضو کرتا ہے اور خشوع رکوع وغیرہ درست کرتا ہے تو وہ نماز اس کے سابقہ (پچھلے) گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے جب کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو اور یہ عمل زندگی بھر جاری رہتا ہے''۔

صاحب مرعاۃ فرماتے ہیں:

معناہ ان الذنوب کلھا تغفر الا الکبائر فانھا لا تغفر۔ [2]

''اس حدیث کا معنی اور مفہوم یہ ہے کہ کبیرہ گناہ کے علاوہ باقی سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں''۔

قال النووی ھذا ھو المراد۔

''امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث سے یہی مراد ہے''۔

یہ فرضی نماز سے صغیرہ گناہ معاف ہونے کی دلیل ہے، جب کہ نفلی نماز سے کبیرہ گناہ معاف ہونے کی دلیل عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ فَالْوُضُوءَ حَدِّثْنِي عَنْهُ، قَالَ: «مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوءَهُ فَيَتَمَضْمَضُ، وَيَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا

---

[1] صحیح مسلم: 228

[2] مرعاۃ شرح مشکوۃ: 7/2

وَجْهِهِ، وَفِيهِ وَخَيَاشِيمِهِ، ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللهُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ، فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلَّى، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ، وَفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلّٰهِ، إِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ»۔ [1]

”میں نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! وضو کے متعلق مجھے بیان کیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص اپنے وضو کا پانی قریب کرے، پھر کلی کرے اور ناک میں پانی چڑھائے اور ناک کو جھاڑے تو اس کے چہرے، منہ اور ناک کے دونوں سوراخوں کی غلطیاں معاف ہو جاتی ہیں، پھر جب وہ اللہ کے حکم کے مطابق اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے کی غلطیاں پانی کے ساتھ داڑھی کے کناروں سے گر جاتی ہیں، پھر وہ اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کی غلطیاں پانی کے ساتھ اس کی انگلیوں کے پوروں سے گر جاتی ہیں، پھر وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کی غلطیاں پانی کے ساتھ اس کے بالوں کے کناروں سے نکل جاتی ہیں، پھر وہ ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں کو دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کی غلطیاں پانی کے ساتھ اس کے پاؤں کی انگلیوں کے پوروں سے گر جاتی ہیں، پھر اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور اللہ کی شان کے مطابق اس کی حمد وثنا اور بزرگی بیان کرے

---

[1] صحیح مسلم:832

اور اللہ کے لیے اپنے دل کو خالی کر دے تو وہ اپنی غلطیوں سے اس دن کی طرح نکل جاتا ہے جس دن اس کو اس کی ماں جنا تھا"۔

فائدہ:

نفلی نماز سے صغیرہ کبیرہ گناہ معاف ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ نمازِ تسبیح سے اللہ پاک صغیرہ کبیرہ گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔[1]

اس کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ دعا پڑھے:

أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ۔

تو اسے بخش دیا جاتا ہے خواہ وہ میدانِ جہاد سے فرار ہوا ہو۔[2]

اور حدیث میں وضاحت ہے کہ میدانِ جہاد سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے تو معلوم ہوا کہ نفل سے صغیرہ کبیرہ دونوں گناہ معاف ہو جاتے ہیں، والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

## وضو کے دو نفل پڑھنے کی فضیلت:

1۔ «عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهُ، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ، إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ»۔[3]

"عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز دل اور نظر کی توجہ کے ساتھ ادا کرتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے"۔

---

[1] سنن ابوداود: 1297 (حسن لذاتہ)

[2] جامع ترمذی: 3577 (حسن لذاتہ)

[3] صحیح مسلم: 234

2۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ: عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ «يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ» قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي: أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُورًا، فِي سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطُّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ»۔ [1]

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز کے وقت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بلال! مجھے آپ اس عمل کے بارے میں بتائیں جو اسلام میں آپ کا بہت زیادہ پُر امید عمل ہے اس لیے کہ میں نے جنت میں اپنے آگے تیرے جوتوں کی آہٹ سنی ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو میرے نزدیک پر امید ہو اس عمل کے سوا کہ میں نے رات دن میں جس وقت بھی وضو کیا تو اس کے سبب جتنی میرے مقدر میں تھی میں نے نماز ادا کی''۔

3۔ عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ: «يَا بِلَالُ بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، فَقَالَ بِلَالٌ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهَا وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلَّهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بِهِمَا»۔ [2]

''بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صبح کی اور

---

[1] صحیح بخاری: 1149

[2] جامع ترمذی: 3689 (حسن لذاتہ)

بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا ان سے دریافت کیا آپ کس وجہ سے مجھ سے پہلے جنت میں تھے، میں جنت میں جب بھی داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے تمھارے جوتوں کی آواز سنی، تو بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! میں نے جب بھی اذان کہی تو دو رکعتیں ادا کیں اور میں جب کبھی بے وضو ہوا تو میں نے وضو کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کے لیے مجھ پر دو رکعتیں ہیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہی دو کی وجہ سے (تم اس مقام پر پہنچے ہو)''۔

## وضو کے فرائض:

عام لوگوں کا ذہن یہ ہے کہ وضو کے فرائض چار ہیں جو قرآنِ مجید میں آئے ہیں: 1۔ چہرہ دھونا، 2۔ ہاتھوں کا دھونا، 3۔ سر کا مسح کرنا، 4۔ پاؤں کا دھونا۔

لیکن یہ بات غلط ہے اس لیے کہ جیسے اللہ کا حکم ماننا فرض ہے ایسے ہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا فرض ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾۔ [1]

''اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو''۔

میرے بھائیو! کتاب وسنت کی روشنی میں وضو کے فرائض 13 کے قریب بنتے ہیں:

### 1۔ نیت واخلاص:

وضو کے لیے نیت ضروری ہے یعنی اگر یہ نہ کی جائے تو وضو نہیں ہوگا، کیونکہ تمام نیک کاموں کے لیے نیت ضروری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ»۔ [2]

---

[1] سورۂ محمد: 33

[2] صحیح بخاری: 1

''اعمال صرف نیتوں کے ساتھ ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴾۔[1]

''دین واطاعت کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے اللہ کی عبادت کر''۔

آگے فرمایا:

﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ﴾۔[2]

''دین خالص اللہ ہی کے لیے ہے''۔

## نیت کی تعریف:

نیت کا معنی ارادہ اور قصد ہے اور تمام علماء کا اتفاق ہے کہ قصد اور ارادہ دل کا فعل ہے نہ کہ زبان کا۔

مولانا انور شاہ کاشمیری حنفی لکھتے ہیں:

فالنية امر قلبي۔[3]

''نیت دل کا معاملہ ہے''۔

علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی فرماتے ہیں:

النية هي الارادة والعزم على الشیء ومحلها القلب لا تعلق لها باللسان ولذلك لم ينقل عن النبي ﷺ ولا عن اصحابه لفظ بحال۔[4]

---

[1] سورۃ الزمر:2

[2] سورۃ الزمر:3

[3] فیض الباری:8/1

[4] سعایہ:151/2

''نیت، ارادہ اور کسی شے پر عزم کا نام ہے اس کا محل قلب ہے، زبان کے ساتھ اس (نیت) کا کوئی تعلق نہیں ہے اسی لیے نبی کریم ﷺ سے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کسی حالت میں بھی کوئی لفظ نقل نہیں کیا گیا''۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

النية هي القصد والعزم على فعل الشيء ومحلها القلب لا تعلق لها باللسان اصلاً۔ ①

''نیت کسی کام کے قصد اور پختہ ارادے کا نام ہے اور اس کا محل دل ہے اور زبان کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے''۔

خلاصہ:

وضو میں نیت ضروری ہے جب کہ نیت شریعت میں اخلاص وللّٰہیت کا نام ہے۔ نیت کا تعلق دل کے ساتھ ہے زبان سے نیت کے الفاظ قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہیں۔

2۔ وضو پر بسم اللہ پڑھنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ»۔ ②

''جس کسی نے وضو پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا اس کا کوئی وضو نہیں''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«تَوَضَّئُوْا بِسْمِ اللهِ»۔ ③

''بسم اللہ پڑھ کر وضو کرو''۔

---

① اغاثۃ اللہفان: 156/1

② جامع ترمذی: 25 (حسن لذاتہ)

③ سنن نسائی: 78 (صحیح)

نوٹ:

1......وضو کے شروع میں صرف بسم اللہ کے الفاظ ثابت ہیں، بسم اللہ الرحمن الرحیم کے الفاظ ثابت نہیں۔

2......بسم اللہ کے بعد اللہ کے رسول ﷺ دونوں ہاتھ کلائیوں تک دھوتے۔ [1]

### 3۔ کلی کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِذَا تَوَضَّأْتَ فَمَضْمِضْ»۔ [2]

"جب تو وضو کرے تو کلی کر"۔

اس سے معلوم ہوا کہ کلی کرنا فرض ہے، کیونکہ نبی ﷺ کا حکم ہے اور وضو میں کلی ترک کرنے کی گنجائش کہیں وارد نہیں۔

### 4۔ ناک میں پانی چڑھانا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِذَا تَوَضَّأَ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِيْ اَنْفِهٖ مَآءً»۔ [3]

"جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو وہ اپنی ناک میں پانی ڈالے"۔

فائدہ:

کلی کرنے کا اور ناک میں پانی چڑھانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ پانی کا ایک چلو لے کر آدھے سے کلی کریں اور آدھا ناک میں ڈالیں۔

اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق آتا ہے:

---

[1] صحیح بخاری:186

[2] سنن أبوداود:144 (صحیح)

[3] صحیح بخاری:162

«مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفَّةٍ وَاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا»۔ [1]

''رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی ہاتھ سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور یہ عمل تین بار کیا''۔

کلی کے لیے علیحدہ پانی لینا اور ناک میں ڈالنے کے لیے علیحدہ پانی لینا بھی حدیث سے ثابت ہے۔ [2]

## 5۔ ناک جھاڑنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ، ثُمَّ لِيَنْثُرْ»۔ [3]

''جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو وہ اپنے ناک میں پانی ڈالے، پھر ناک کو جھاڑے''۔

**فائدہ:**

ناک کو بائیں ہاتھ سے جھاڑے، کیونکہ حدیث میں آتا ہے:

«نَثَرَ بِيَدِهِ الْيُسْرَى»۔ [4]

''رسول اللہ ﷺ نے اپنی ناک کو بائیں ہاتھ سے جھاڑا''۔

## 6۔ ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا:

یعنی ناک میں خوب اچھی طرح پانی سانس کے ذریعہ اوپر کو زور سے کھینچنا یہ بھی فرض ہے۔

---

[1] صحیح بخاری: 191

[2] التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمۃ: 1410 (حسن لذاتہ)

[3] صحیح بخاری: 162

[4] سنن نسائی: 91 (صحیح)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا»۔ [1]

”اور ناک کے اندر سانس کے ذریعہ پانی چڑھانے میں مبالغہ کر مگر کہ تو روزہ دار ہو“۔

یعنی عام حالات میں ناک میں اچھی طرح کثرت سے بذریعہ سانس پانی چڑھانا ضروری ہے، لیکن روزے کی حالت میں بذریعہ سانس زیادہ زور سے نہیں چڑھانا ہوگا۔

7۔ چہرہ دھونا:

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ﴾۔ [2]

”اے ایمان والو! جب تم نماز کی طرف کھڑے ہو تو اپنے چہروں کو دھولو“۔

فائدہ:

اللہ کے رسول ﷺ آنکھوں کے ناک سے ملنے والے حصے اور کان کی جانب والے حصے کو ملتے تھے، اس کی دلیل ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ الْمَاقِيْنَ۔ [3]

”رسول اللہ ﷺ ماقین (آنکھوں کے کنارے) کا مسح کیا کرتے تھے“۔

داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے، عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ»۔ [4]

---

[1] سنن أبوداود: 142 (صحیح)

[2] سورۃ المائدۃ: 6

[3] سنن أبوداود: 134 (حسن لذاتہ)

[4] جامع ترمذی: 31 (حسن لذاتہ)

''بے شک نبی ﷺ اپنی داڑھی کا خلال کرتے تھے''۔

ابن ابی شیبہ میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما داڑھی کا خلال کرتے تھے۔[1]

باقی جس روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے داڑھی کا خلال کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے اسی طرح حکم فرمایا ہے وہ ضعیف ہے۔

ابوداود کی روایت میں ولید بن ذوران راوی لین الحدیث ہے اور حاکم کی روایت میں زہری مدلس ہے۔

### 8۔ کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھونا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاَيۡدِيَكُمۡ اِلَى الۡمَرَافِقِ﴾۔[2]

''کہنیوں تک اپنے ہاتھوں کو دھولو''۔

فائدہ:

دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا فرض ہے اور کہنیوں سے آگے کندھوں تک بازوؤں کو دھونا مستحب اور افضل ہے، اس کی دلیل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ»۔[3]

''قیامت کے دن میری امت آئے گی تو وضو کے اثر سے ان کے ہاتھ پاؤں

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ: 36461۔36460 (صحیحان)

[2] سورۃ المائدۃ: 6

[3] صحیح مسلم: 246

اور چہرے نورانی، سفید اور روشن ہوں گے، پس تم میں جو طاقت رکھتا ہے کہ وہ اپنی سفیدی اور روشنی کو بڑھائے تو ایسا کرے"۔

مطلب اس کا یہ ہے کہ مثلاً ہاتھ کہنی تک دھونا فرض ہے اور جو یہ چاہتا ہے کہ میرا پورا ہاتھ کندھوں تک سفید اور روشن ہو تو وہ کندھوں تک ہاتھ دھو لے، اسی طرح پاؤں ٹخنوں تک دھونے فرض ہیں، اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ میرے پاؤں ٹخنوں سے اوپر بھی چمکیں اور سفید ہوں تو وہ ٹخنوں سے اوپر بھی دھو لے۔

اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ وضو کثرت سے کیا جائے۔

### 9۔ ہاتھ کی انگلیوں کا خلال کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَخَلِّلْ بَيْنَ الأَصَابِعِ»۔ [1]

"اور انگلیوں کے درمیان خلال کر"۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ»۔ [2]

"اپنے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کر"۔

### 10۔ سر کا مسح کرنا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ﴾۔ [3]

"اور اپنے سروں کا مسح کرو"۔

---

[1] سنن أبوداود: 142 (صحیح)

[2] جامع ترمذی: 39 (حسن لذاتہ)

[3] سورۃ المائدۃ: 6

**فائدہ:**

1...... پورے سر کا مسح کرنا فرض ہے، اس لیے کہ اللہ پاک نے سر کے مسح کا حکم دیا ہے اور قانون ہے کہ جب فرد مطلق بولا جائے تو فردِ کامل مراد ہوتا ہے اس لیے سر سے مراد پورا سر ہے، پھر نبی کریم ﷺ نے اس آیت پر عمل کر کے بتلا دیا کہ سر سے مراد پورا سر ہے۔
عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ وضو کا طریقہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر کا مسح اس طرح کیا کہ اپنے دونوں ہاتھ آگے سے پیچھے لے گئے اور پیچھے سے آگے لائے۔[1]

اور ایک روایت میں ہے:

«فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ»۔[2]

”آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کو آگے سے پیچھے لے گئے اور پیچھے سے آگے لائے، آپ ﷺ نے سر کے اگلے حصے سے آغاز کیا، پھر ان دونوں ہاتھوں کو اپنی گدی تک لے گئے پھر ان کو لوٹایا یہاں تک کہ وہ اس جگہ پر واپس آ گئے جہاں سے شروع کیا تھا“۔

چوتھائی سر کا مسح کرنا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے۔

2...... سر کے مسح کے لیے پانی نیا لینا چاہیے۔

حدیث میں نبی کریم ﷺ کے متعلق آتا ہے:

«مَسَحَ بِرَأْسِهِ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدِهِ»۔[3]

---

[1] صحیح بخاری: 185۔186

[2] صحیح مسلم: 235، صحیح بخاری: 185

[3] صحیح مسلم: 236

"اپنے سر مبارک کا مسح نیا پانی لے کر کیا جو ہاتھوں کا بچا ہوا نہ تھا"۔

نوٹ:

جس روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی سے مسح کرتے وہ روایت ضعیف ہے۔

3......سر پر مسح کرنے کے تین طریقے احادیث سے ثابت ہیں:

پہلا طریقہ:

اگر سر ننگا ہو تو پورے سر کا مسح کرنا:

جیسا کہ پیچھے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ والی حدیث گزری ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مکمل سر کا مسح کیا۔

دوسرا طریقہ:

پگڑی وغیرہ پہنی ہوئی ہو تو سر کے اگلے حصے یعنی پیشانی پر مسح کر کے باقی پگڑی کے اوپر۔

اس کی دلیل مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِیَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ۔[1]

"بے شک نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور اپنی پیشانی (سر کے اگلے حصہ) کا اور پگڑی پر مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا"۔

تیسرا طریقہ:

پوری پگڑی وغیرہ پر مسح کرنا۔

اس کی دلیل عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ روایت ہے وہ کہتے ہیں:

---

[1] صحیح مسلم:247

رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى عِمَامَتِهِ وَخُفَّيْهِ۔ ①

''میں نے نبی کریم ﷺ کو پگڑی اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا''۔

4......اگر سر پر چادر، رُومال وغیرہ ہو تو ان پر بھی مسح کرنا جائز ہے، بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ۔ ②

''بے شک اللہ کے رسول ﷺ نے موزوں اور اوڑھنی پر مسح کیا''

5......گردن کا مسح کرنا کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے، گردن کے مسح کرنے کے متعلق ایک روایت ذکر کی جاتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس نے وضو کے دوران اپنی گردن کا مسح کیا وہ قیامت کے دن طوق سے محفوظ رہے۔

یہ روایت صحیح نہیں ہے، علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هذا موضوع ليس من كلام النبي ﷺ۔ ③

''گردن کے مسح والی روایت من گھڑت ہے، نبی ﷺ کی کلام نہیں ہے''۔

## 11۔کانوں کا مسح کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ»۔ ④

''دونوں کان سر سے ہیں''۔

معلوم ہوا کہ کانوں کا مسح بھی فرض ہے اس لیے کہ کان سر سے ہیں اور سر کا مسح فرض ہے۔

---

① صحیح بخاری:205

② صحیح مسلم:275

③ شرح المھذب:465/1

④ سنن أبوداود:134(حسن لذاتہ)

## کانوں کا مسح کرنے کا مسنون طریقہ:

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ وضو کا طریقہ بتاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں:

ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّاحَتَيْنِ فِي أُذُنَيْهِ، وَمَسَحَ بِإِبْهَامَيْهِ عَلَى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ۔ ①

''پھر آپ ﷺ نے اپنے سر کا مسح کیا اور اپنی شہادت کی انگلیوں کو کانوں میں داخل کیا اور اپنے انگوٹھوں سے کانوں کے باہر والے حصے کا مسح کیا''۔

فائدہ:

1.....سر کے مسح کے بعد جو پانی ہاتھوں میں بچ جائے اسی سے کانوں کا مسح کیا جائے، اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«اَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ»۔ ②

''دونوں کان سر سے ہیں''۔

یعنی جو سر کا حکم ہے وہی کان کا حکم ہے، چونکہ کان سر میں شامل ہیں اس لیے ان دونوں کا مسح ایک ہی پانی سے کیا جائے گا۔

2.....حدیث میں آتا ہے جب انسان اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو گناہ اس کے سر سے حتی کہ اس کے کانوں سے نکل جاتے ہیں۔ ③

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لم یثبت عنه انه اخذ لهما ماء جدیدا۔ ④

---

① سنن أبو داود: 135 (حسن لذاتہ)

② سنن أبو داود: 134 (حسن لذاتہ)

③ سنن نسائی: 103 (صحیح)

④ نیل الاوطار: 1/179، تحفۃ الاحوذی: 1/49

"کانوں کے لیے الگ پانی لینا نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے"۔

اکثر اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سفیان ثوری، ابن مبارک، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کانوں کو سر کا حصہ سمجھتے ہیں۔[1]

تحفۃ الاحوذی کے مصنف فرماتے ہیں:

لم اقف على حديث مرفوع صحيح خال عن الكلام يدل على مسح الأذنين بماء جديد۔

"کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینے کی کوئی صحیح مرفوع روایت ثابت نہیں ہے"۔

باقی جو بیہقی شریف میں روایت آتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کانوں کے مسح کے لیے سر کے مسح کے پانی کے علاوہ لیتے یعنی کانوں کے مسح کے لیے پانی نیا لیتے، یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

12۔ ٹخنوں تک دونوں پاؤں کا دھونا:

رسول اللہ ﷺ نے پاؤں دھوتے وقت ایڑیاں تر نہ کرنے والوں کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا:

«وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ»۔[2]

"ان ایڑیوں کے لیے جہنم کی آگ ہے"۔

13۔ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ»۔[3]

---

[1] جامع ترمذی:16/1

[2] صحیح بخاری:165، صحیح مسلم:242

[3] جامع ترمذی:39 (حسن لذاتہ)

''جب تو وضو کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے درمیان خلال کر''۔

فائدہ:

پاؤں کی انگلیوں کے درمیان ہاتھ کی چھوٹی (خنصر) انگلی سے خلال کرنا سنت ہے، اس کی دلیل مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاؤں کی انگلیوں کے درمیان ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے خلال کرتے۔[1]

نوٹ:

جس روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا لَبِسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَأُوا بِأَيَامِنِكُمْ»۔[2]

''جب تم لباس پہنو اور جب تم وضو کرو تو اپنی دائیں جانب سے شروع کرو''۔

وہ ضعیف ہے اس روایت میں اعمش راوی مدلس ہے، باقی دائیں جانب سے وضو شروع کرنا سنت ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام امور کنگی کرنے، وضو کرنے اور جوتا پہننے میں دائیں جانب سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔[3]

نوٹ:

وضو کے فرائض مکمل ہوئے، هٰذا ما عندي والله أعلم بالصواب

وضو کے بعد اپنی شرم گاہ کی جگہ پر چھینٹے مارنا سنت ہے، چنانچہ حکم بن سفیان سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتے ہیں:

---

[1] سنن أبوداود: 148 (صحیح)

[2] سنن أبوداود: 4141

[3] صحیح بخاری: 426

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا بَالَ تَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ». [1]

''جب آپ ﷺ پیشاب کرتے تو وضو فرماتے اور اپنی شرم گاہ پر پانی کے چھینٹے مارتے تھے''۔

وضو کے بعد شرم گاہ پر چھینٹے مارنا سنت ہے فرض نہیں ہے، ترمذی کی جس روایت میں یہ آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو چھینٹے مارنے کا حکم دیا، وہ روایت ضعیف ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ اس روایت میں حسن بن علی الہاشمی راوی منکر الحدیث ہے۔

## وضو کے بعد یہ دعا پڑھیں:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص وضو کرتا ہے اور مکمل وضو کرتا ہے، پھر یہ کلمہ پڑھتا ہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔

تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، ان میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ [2]

نوٹ:

جس روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں:

---

[1] سنن أبوداود: 166 (حسن لذاتہ)

[2] صحیح مسلم: 234

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔

"اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں بنا دے اور مجھے پاک رہنے والوں میں بنا دے"۔

وہ روایت ضعیف ہے۔[1]

فائدہ:

وضو کے بعد آسمان کی طرف انگلی اٹھانا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

وضو کے بعد کلمۂ شہادت پڑھتے وقت اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھانے والی روایت صحیح نہیں ہے، امام منذری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

في اسناد هذا رجل مجهول۔[2]

"اس حدیث کی سند میں ایک مجہول راوی ہے"۔ وہ ہے ابن عم ابی عقیل۔

## وضو کے دوران دُعا:

کسی مرفوع صحیح حدیث میں وضو کے درمیان کوئی دعا پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

بعض لوگ وضو میں ہر ہر عضو دھوتے وقت دعا پڑھتے ہیں، یہ بھی ثابت نہیں ہے۔

## وضو کے بعد تولیہ استعمال کرنا:

وضو کے بعد تولیہ یا رُومال استعمال کرنا جائز ہے، اس کے منع ہونے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ وضو اور غسل کے بعد تولیہ استعمال کرنا منع ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ بخاری و مسلم میں حدیث آتی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا تو میمونہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس کوئی کپڑا (تولیہ وغیرہ) لے کر آئیں تو آپ نے واپس لوٹا دیا، استعمال نہیں کیا۔

---

[1] انظر تعلیق الحافظ احمد شاکر علی سنن الترمذی: 1/79-82

[2] عون المعبود: 1/66

میرے بھائیو! اس حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تولیہ استعمال کرنا جائز ہے وہ اس طرح کہ آپ ﷺ پہلے تولیہ وغیرہ استعمال کرتے تھے تو آپ کی بیوی لے کر آئیں، اگر آپ ﷺ استعمال کرتے ہی نہیں تھے تو وہ آپ ﷺ کے پاس کیوں لے کر آئیں، اگر یہ جائز نہ ہوتا تو وہ آپ ﷺ کے پاس کبھی نہ لاتیں۔

کما قال التیمی فی شرحہ فی ھذا الحدیث دلیل علی أنہ کان ینشف ولولا ذلك لم تاتہ بالمندیل۔ ①

باقی یہ مسئلہ رہا کہ آپ ﷺ نے تولیہ لوٹایا کیوں؟ میرے بھائیو! کبھی تولیہ استعمال کرنے کو دل نہیں چاہتا جلدی کی وجہ سے یا گرمی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے۔

کما قال الحافظ من انہ لا حجۃ فیہ لانھا واقعۃ حال یتطرق الیہ الاحتمال فیجوز ان یکون عدم الاخذ لأمر اخر لا یتعلق بکراھۃ التنشیف بل لامر یتعلق بالخرقۃ او لکونہ کان مستعجلا او غیر ذٰلك۔ ②

صاحب تحفۃ الاحوذی فرماتے ہیں میرے نزدیک تولیہ استعمال کرنے والا قول زیادہ راجح ہے۔ ③

## وضو میں اعضاء کو کتنی مرتبہ دھونا چاہیے؟

1......اعضاء کو ایک بار دھونا فرض ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ مَرَّةً مَرَّةً۔ ④

---

① تحفۃ الاحوذی: 58/1

② تحفۃ الاحوذی: 58/1

③ تحفۃ الاحوذی: 58/1

④ صحیح بخاری: 157

"نبی ﷺ نے وضو میں (ہر ہر عضو کو) ایک ایک بار دھویا"۔

2......وضو کے اعضاء کو دو دو بار دھونا سنت ہے۔

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّتَیْنِ مَرَّتَیْنِ۔ [1]

"نبی ﷺ نے وضو میں (ہر ہر عضو کو) دو دو بار دھویا"۔

3......وضو کے اعضاء کو تین تین بار دھونا سنت ہے۔

عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلَا اُرِیْکُمْ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا۔ [2]

"کیا میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کے وضو کا طریقہ نہ بتاؤں؟ پھر انھوں نے وضو میں تین تین بار دھویا"۔

فائدہ:

وضو کے اعضاء کو ایک ایک بار دھونا ضروری ہے اور دو دو یا تین تین بار دھونا سنت ہے، بعض کو ایک بار اور بعض کو تین بار دھونا بھی جائز ہے۔ اسی طرح بعض کو دو بار اور بعض کو تین بار دھونا بھی احادیث سے ثابت ہے، البتہ سر کا مسح صرف ایک بار ہے۔

## تین مرتبہ سے زیادہ دھونے والا گنہگار ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«فَمَنْ زَادَ عَلٰی ھٰذَا فَقَدْ اَسَآءَ وَتَعَدّٰی وَظَلَمَ»۔ [3]

"پس جس شخص نے اس پر (تین بار پر) زیادتی کی اس نے بُرا کیا اور حد

---

[1] صحیح بخاری:158

[2] صحیح مسلم:230

[3] سنن نسائی:140 (حسن لذاتہ)

سے تجاوز کیا اور ظلم کیا"۔

فائدہ:

ابوداود کی روایت میں تین بار سے کم دھونے پر بھی ڈانٹ ہے، لیکن یہ الفاظ (نقص) شاذ ہے، بلکہ منکر ہے۔

## وضو کے متفرق مسائل:

1......ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں۔

بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: صَلَّى الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ۔ [1]

"نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن ایک وضو سے کئی نمازیں ادا فرمائیں"۔

فائدہ:

جب تک وضو نہ ٹوٹے تو ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ اگر وضو ہو بھی تو پھر نیا وضو کر لینا بہتر اور افضل ہے۔

2......اگر ناخن کے برابر بھی کہیں سے جگہ خشک رہ جائے تو دوبارہ وضو کرے، ایک صحابی نے وضو کیا اور ناخن کے برابر اپنے پاؤں سے جگہ چھوڑ دی، یعنی خشک رہ گئی، آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِرْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ»۔ [2]

"لوٹ اور اپنا وضو اچھا کر"۔

ایک حدیث میں ہے نبی پاک ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے وضو کیا اور پانی پر ناخن کے برابر جگہ خشک چھوڑ دی تو آپ ﷺ نے اسے وضو اور نماز لوٹانے کا

---

[1] صحیح مسلم:277

[2] صحیح مسلم:243

حکم دیا۔[1]

3...... پانی کے استعمال میں احتیاط کرنی چاہیے۔

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ...... يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ ۔[2]

"نبی ﷺ ایک مد (9 چھٹانک یا 525 گرام) پانی سے وضو فرمایا کرتے"۔

4...... اگر نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو ناک پر ہاتھ رکھ کر جائے، وضو کرے اور نماز دوہرائے مثلاً اگر اس نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھی ہیں اور اس کا وضو ٹوٹ گیا اب وہ نماز سے پھرے اور وضو کرے اور ساری نماز لوٹائے۔ یعنی جو اس نے دو رکعتیں پڑھ لی تھیں وہ بھی دوبارہ پڑھے۔

طلق بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«اِذَا فَسَا اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدِ الصَّلٰوةَ»۔[3]

"جب تم میں سے کسی شخص کی نماز میں ہوا خارج ہو جائے وہ (نماز سے) پھرے وضو کرے اور نماز دوبارہ ادا کرے"۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا أَحْدَثَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَأْخُذْ بِأَنْفِهِ ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ»۔[4]

"جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں بے وضو ہو جائے تو وہ اپنی ناک پکڑتے

---

1. سنن ابن ماجہ: 666 (صحیح)
2. صحیح بخاری: 201
3. سنن أبوداود: 205 (حسن لذاتہ)
4. سنن أبوداود: 1114 (صحیح)

ہوئے نماز سے پھرے“۔

فائدہ:

جس روایت میں آتا ہے کہ جس کا نماز میں وضوٹوٹ جائے تو پھرے اور وضو کرے اور اپنی نماز وہاں سے ہی شروع کرے جہاں سے چھوڑ کر گیا تھا وہ روایت ضعیف ہے۔[1]

کما اشار الی ضعفه الحافظ ابن حجر فی بلوغ المرام فی باب نواقض الوضو۔

5......اگر کوئی ایسی چیز کھائے یا پیئے جس میں چکنائی ہو تو کلی کر لینا سنت ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا اور کلی کی اور فرمایا: بلاشبہ اس میں چکناہٹ ہے۔[2]

6......اگر نماز میں شک ہو جائے کہ ہوا خارج ہوئی یا نہیں تو وہ نماز پڑھتا رہے جب تک ہوا کی آواز نہ سنے یا بو نہ پائے۔[3]

## مسواک:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ»۔[4]

”مسواک منہ کو پاک صاف کرنے والی ہے اور اللہ کو راضی کرنے والی چیز ہے“۔

---

[1] لانہ من روایۃ اسماعیل عن الحجازیین وھی ضعیفۃ

[2] صحیح بخاری:211

[3] صحیح بخاری:137

[4] سنن نسائی:5 (صحیح)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ»۔[1]

"اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں ان کو حکم دیتا کہ وہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں"۔

بخاری و مسلم میں مع کل صلاۃ ہر نماز کے ساتھ کے لفظ بھی آئے ہیں، لہٰذا وضو کے بعد نماز سے پہلے مسواک کرنا بھی سنت ہے۔

نوٹ:

جس روایت میں آتا ہے:

«تفضُلُ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ يُسْتَاكُ لَهَا عَلَى الصَّلٰوةِ الَّتِيْ لَا يُسْتَاكُ لَهَا سَبْعِيْنَ ضِعْفًا»۔[2]

"جس نماز کے لیے مسواک کی گئی ہے اس کو اس نماز پر جس کے لیے مسواک نہیں کی گئی ستر گنا فضیلت حاصل ہوگی"۔

ضعیف ہے، اس کی سند میں معاویہ بن یحییٰ راوی ضعیف ہے اور محمد بن اسحاق مدلس ہے۔

## نواقضِ وضو:

وہ چیزیں جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

1۔ پیشاب کرنا:

2۔ پاخانہ کرنا:

اللہ پاک قرآنِ مجید میں فرماتے ہیں:

---

[1] مسند احمد: 7412 (صحیح)

[2] رواہ البیہقی فی شعب الایمان: 2773۔2774

﴿اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ﴾۔ [1]

''یا تم رفع حاجت سے فارغ ہو''۔

......تو تم پانی نہ پاؤ، پس تم پاک مٹی سے تیمم کر لو۔

3۔ ہوا کا خارج ہونا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا فَسَا أَحَدُكُم فِي الصَّلَاةِ، فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدِ الصَّلَاةَ»۔ [2]

''جب تم میں سے کسی شخص کی نماز میں ہوا خارج ہو جائے تو وہ نماز سے پھرے اور وضو کرے اور نماز دوبارہ ادا کرے''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ» ، قَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ: مَا الْحَدَثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟، قَالَ: فُسَاءٌ أَوْ ضُرَاطٌ۔ [3]

''جب تم میں سے کسی کا وضو ٹوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ وضو نہ کر لے''۔ حضرت موت سے آئے ہوئے ایک شخص نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، وضو ٹوٹنے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: آواز کے ساتھ یا آواز کے بغیر ہوا کا خارج ہونا''۔

4۔ نیند سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے:

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] سورۃ المائدۃ:6

[2] سنن أبوداود:205، (حسنہ الالبانی)

[3] صحیح بخاری:135

«فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ»۔ [1]

''جو سو جائے وضو کرے''۔

فائدہ:

اس سے مراد گہری نیند ہے جس میں آدمی بے قابو ہو جائے اور وہ زمین پر بیٹھا نہ رہ سکے۔
انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم عشاء کی نماز کا انتظار کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ (بیٹھے بیٹھے) ان کے سر جھوم جاتے، پھر وہ اٹھتے اور وضو کیے بغیر نماز پڑھتے''۔ [2]

5۔ شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ»۔ [3]

''جو اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے وہ وضو کرے''۔

فائدہ:

اگر ننگی شرم گاہ کو ہاتھ لگے تو وضو ٹوٹتا ہے اگر کپڑے کے اوپر سے لگے پھر نہیں ٹوٹتا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: «إِذَا أَفْضَى أَحَدُكُمْ بِيَدِهِ إِلَى ذَكَرِهِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا شَيْءٌ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ»۔ [4]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] سنن أبوداود: 203 (حسنہ الالبانی)

[2] صحیح مسلم: 376

[3] سنن أبوداود: 181 (صحیح)

[4] ابن حبان (الاحسان: 1115) حسن لذاتہ

جب تم میں سے کوئی شخص اپنا ہاتھ اپنی شرم گاہ کی طرف لے جائے درمیان میں کوئی کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو تو اس پر وضو واجب ہے"۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلَا يُصَلِّ حَتَّى يَتَوَضَّأَ»۔ [1]

"جو اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے وہ بغیر وضو کیے نماز نہ پڑھے"۔

**نوٹ:**

مرد کی طرح اگر عورت بھی اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے تو اس کا وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«أَيُّمَا رَجُلٍ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ. وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ مَسَّتْ فَرْجَهَا فَلْتَتَوَضَّأْ»۔ [2]

"جونسا مرد اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے وہ وضو کرے اور جونسی عورت اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے وہ وضو کرے"۔

**فائدہ:**

طلق بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے مسئلہ پوچھا آدمی کے وضو کے بعد شرم گاہ کو ہاتھ لگانے کے متعلق تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تو تیرے جسم کا ایک حصہ ہی ہے۔ [3]

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

تو عرض ہے کہ طلق بن علی رضی اللہ عنہ والی حدیث پہلے کی ہے یعنی منسوخ ہے اور بسرہ رضی اللہ عنہا

---

[1] جامع ترمذی: 82 (صحیح)

[2] احمد: 7076، قال الترمذی فی العلل عن البخاری ھو عندی صحیح

[3] سنن أبوداود: 182 (صحیح)

کی حدیث جس میں آیا ہے کہ وضوٹوٹ جاتا ہے بعد کی ہے یعنی ناسخ ہے۔[1]

ایک اس کا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس حدیث میں آیا ہے کہ شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے اس سے مراد ہے جب شرم گاہ کو ہاتھ کپڑے وغیرہ کے بغیر لگ جائے اور جس حدیث میں آیا ہے شرم گاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اس سے مراد ہے جب کپڑے وغیرہ کے اوپر سے ہاتھ لگے۔

6۔اونٹ کا گوشت کھانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے:

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، کیا میں اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں تو وضو کر اونٹ کا گوشت کھانے سے۔[2]

فائدہ:

اونٹ کا گوشت کچا یا پکا کھانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

7۔مذی خارج ہونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے:

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً وَكُنْتُ أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: «يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ».[3]

”علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں بہت مذی والا انسان تھا، میں شرم کرتا تھا کہ اس کے متعلق نبی ﷺ سے دریافت کروں، اس لیے کہ آپ ﷺ کی بیٹی میرے نکاح میں تھی تو میں نے مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا اس نے آپ ﷺ سے

---

[1] انظر التفصیل فی تحفۃ الاحوذی: 1/86، 87

[2] صحیح مسلم: 360

[3] صحیح بخاری: 132، صحیح مسلم: 303

سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اپنے ذکر (شرم گاہ) کو دھوئے اور وضو کرے"۔

فائدہ:

مذی نکلنے کی صورت میں وضو سے پہلے استنجاء بھی ضروری ہے۔

مذی وہ لیس دار پانی ہے جو شہوت کے وقت شرم گاہ سے نکلتا ہے، ودی وہ گاڑھا سفید پانی ہے جو پیشاب سے پہلے یا پیشاب کے بعد شرم گاہ سے خارج ہوتا ہے، اس کا حکم بھی مذی والا ہے۔ جس کپڑے کو مذی یا ودی کا پانی لگ جائے اس کو مل کر دھونا ضروری نہیں پانی کے چھینٹے مارنا ہی کافی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَكْفِيكَ بِأَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَآءٍ، فَتَنْضَحَ بِهَا مِنْ ثَوْبِكَ، حَيْثُ تَرَى أَنَّهُ أَصَابَهُ»۔ [1]

"کافی ہے تجھے یہ بات کہ تو پکڑے پانی کی ایک لپ اور کپڑے کی اس جگہ پر جہاں مذی لگی ہے اس کے ساتھ چھینٹے مار"۔

8...... استحاضہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ [2]

## وہ چیزیں جن سے وضو نہیں ٹوٹتا:

1۔ سبیلین کے علاوہ بدن کے کسی بھی حصے سے خون کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا:

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَرُمِيَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ، فَنَزَفَهُ الدَّمُ، فَرَكَعَ، وَسَجَدَ وَمَضَى فِي صَلَاتِهِ۔ [3]

[1] سنن أبوداود: 210 (حسن لذاتہ)

[2] صحیح بخاری: 228

[3] صحیح بخاری تحت باب من لم یر الوضوء الامن المخرجین

”غزوہ ذات الرقاع میں نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں ایک آدمی کو تیر لگا جس سے اس کا خون بہہ نکلا، اسی حالت میں اس نے رکوع وسجود کیا اور نماز جاری رکھی“۔

بیہقی شریف کی ایک روایت میں ہے:

فَبَلغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا لَهُمَا۔

”نبی اکرم ﷺ کو یہ بات پہنچی آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی“۔

وَعَصَرَ ابْنُ عُمَرَ بَثْرَةً فَخَرَجَ مِنْهَا الدَّمُ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ [1]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پھنسی نچوڑ دی اس سے خون نکلا اور وضو نہیں کیا۔

وَبَزَقَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى دَمًا فَمَضَى فِي صَلَاتِهِ۔ [2]

اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے خون تھوکا اور نماز جاری رکھی۔

**فائدہ:**

معلوم ہوا خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ خواہ وہ نکسیر کی شکل میں ہو یا جسم کے کسی اور حصہ سے نکلے، بشرطیکہ سبیلین سے نہ ہو، دار قطنی میں جو روایت آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْوُضُوْءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ۔

”ہر بہنے والے خون سے وضو ہے“۔

یہ روایت ضعیف ہے۔

اولاً، اس میں یزید بن خالد راوی مجہول ہے۔

ثانیاً، اس میں یزید بن محمد راوی مجہول ہے۔

---

[1] صحیح بخاری تحت باب من لم یر الوضوء الامن المخرجین

[2] صحیح بخاری تحت باب من لم یر الوضوء الامن المخرجین

ثالثاً، اس روایت میں انقطاع بھی موجود ہے۔

خود امام دارقطنی رحمہ اللہ یہ روایت نقل کرنے کے بعد اس کے ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس مفہوم کی کوئی ایک روایت بھی صحیح نہیں ہے۔

اسی طرح کی ایک روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی آتی ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس کو نماز میں قے یا نکسیر وغیرہ آ جائے وہ نماز سے پھرے اور وضو کرے''۔[1]

یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

اس روایت کو اسماعیل بن عیاش راوی ابن جریج سے بیان کرتا ہے اور ابن جریج حجازی ہے اور قانون یہ ہے کہ اسماعیل بن عیاش جب حجازیوں سے بیان کرے تو اس کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

2۔ قے آنے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا:

اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ قے سے وضو نہیں ٹوٹتا، صحیح بات یہی ہے کہ قے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

فائدہ:

جو کہتے ہیں کہ قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت پیش کرتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے قے آئے یا نکسیر وغیرہ آئے اسے وضو کرنا چاہیے، اس روایت کے متعلق پیچھے گزر چکا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

اسی مفہوم کی ایک اور روایت پیش کی جاتی ہے۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

---

[1] سنن ابن ماجہ: 1221

أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَاءَ فَتَوَضَّأَ ۔ [1]

''بے شک رسول اللہ ﷺ نے قے کی، پھر آپ ﷺ نے وضو کیا''۔

اس روایت میں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے قے کرنے کی وجہ سے وضو کیا، اس لیے کہ اس میں صرف اتنا ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے قے کی اور وضو کیا، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے آپ ﷺ کا وضو نہ ہو۔ [2]

3۔ عورت کو چھونے سے یا بوسہ دینے سے وضو نہیں ٹوٹتا:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ. ثُمَّ يُصَلِّيِ وَلَا يَتَوَضَّأُ ۔ [3]

''بے شک نبی کریم ﷺ اپنی کسی ایک بیوی کا بوسہ لیتے، پھر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے''۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كُنتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرِجلَاي. فِي قِبلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي. فَقَبَضتُ رِجلَيَّ. فَإِذَا قَامَ بَسَطتُهُمَا ۔ [4]

''میں رسول اللہ ﷺ کے آگے لیٹی ہوتی تھی اور میرے پاؤں آپ ﷺ کے قبلہ میں ہوتے تھے جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو آپ ﷺ مجھے ہاتھ لگاتے میں پاؤں کھینچ لیتی اور جب آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو میں پاؤں کو پھیلا لیتی''۔

[1] جامع ترمذی: 87 (صحیح)

[2] انظر التفصیل فی تحفۃ الاحوذی: 89/1

[3] سنن نسائی: 170 (صحیح الالبانی رحمہ اللہ)

[4] صحیح بخاری: 382

4۔ گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، بشرطیکہ اونٹ کا نہ ہو:

ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَشْهَدُ لَكُنْتُ أَشْوِي لِرَسُولِ اللهِ ﷺ بَطْنَ الشَّاةِ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔[1]

''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لیے بکری کی کلیجی، دل وغیرہ بھونتا تھا (آپ ﷺ اس سے کھاتے) بعد ازاں آپ ﷺ نماز ادا کرتے اور وضو نہیں کرتے تھے''۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

قَرَّبْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ جَنْبًا مَشْوِيًّا، فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔[2]

''میں نے بھونی ہوئی پسلی (چانپ) نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کی، آپ ﷺ نے اس سے کھایا، پھر آپ ﷺ نماز (ادا کرنے) کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے وضو نہ کیا''۔

فائدہ:

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، ماسوائے اونٹ کے گوشت کے، اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، جیسا کہ پیچھے گزر چکی ہے۔

اسی طرح آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَرْكَ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ

[1] صحیح مسلم: 357

[2] مسند احمد: 26622 (صحیح)

النَّارُ۔ [1]

''دونوں باتوں میں آخری بات رسول اللہ ﷺ کی یہ تھی کہ وضو نہ کرنا آگ کی پکی ہوئی چیز کھا کر''۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آگ کی پکی ہوئی شے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، ہاں اگر آدمی آگ کی پکی ہوئی شے کھا کر دوبارہ وضو کر لے تو بہتر اور افضل ہے واجب نہیں ہے، اس کی دلیل یہ کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«تَوَضَّئُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ»۔ [2]

''آگ کی پکی ہوئی شے کھا کر وضو کرو''۔

اس حدیث میں جو حکم ہے وہ استحباب کے لیے ہے فرضیت کے لیے نہیں ہے، اس لیے کہ کئی احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے آگ کی پکی شے کھا کر وضو نہیں کیا، اگر وضو فرض ہوتا تو آپ ﷺ ضرور فرماتے۔

وجمع الخطابی بوجه اخر وهو ان احاديث الامر محمولة على الاستحباب لا على الوجوب كذا فى الفتح. قلت واختاره صاحب المنتقى۔ [3]

خلاصہ:

آگ کی پکی ہوئی چیز کھا کر دوبارہ وضو کرنا افضل اور بہتر ہے اور اگر پہلے وضو پر اکتفا کیا جائے دوبارہ نہ کیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔ باقی اگر آگ کی پکی ہوئی چیز کھا کر وضو نہ کیا جائے اور صرف کلی کی جائے تو بہتر اور اگر کلی بھی نہ کی جائے تو جائز ہے، اس کی

[1] سنن نسائی:185 (صحیح)

[2] سنن نسائی:175 (صحیح)

[3] انظر التفصیل فی تحفۃ الاحوذی:82/1

دلیل سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے ستو کھائے، پھر مغرب کی نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے کلی کی، ہم نے بھی کلی کی، پھر آپ ﷺ نے نماز ادا کی اور وضو نہیں کیا''۔[1]

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَكَلَ كَتِفًا فَجَآءَہٗ بِلَالٌ فَخَرَجَ اِلَى الصَّلٰوۃِ وَلَمْ يَمَسَّ مَآءً[2]

''بے شک اللہ کے رسول ﷺ نے بکری کے کندھے کا گوشت کھایا، پھر آپ ﷺ کے پاس بلال رضی اللہ عنہ تشریف لائے، پھر آپ ﷺ نماز کی طرف نکلے اور پانی کو نہیں چھوا''۔

5۔ ہنسنے سے وضو نہیں ٹوٹتا:

کچھ علماء کے علاوہ سب کا اس بات پر اتفاق ہے۔[3]

طبرانی اور دار قطنی کی ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نماز ادا کر رہے تھے، ایک صحابی جس کی نظر کمزور تھی مسجد میں داخل ہوا اور وہ ایک گڑھے میں گر پڑا تو اکثر نماز پڑھنے والے ہنس پڑے، تو اس وقت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو نمازی ہنسے ہیں وہ وضو اور نماز لوٹائیں۔

یہ روایت ضعیف ہے امام دار قطنی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔[4]

---

1. صحیح بخاری: 5390
2. سنن نسائی: 182 (صحیح)



3. بدایۃ المجتہد
4. انظر التفصیل فی الدار قطنی: 162/1

## وہ چیزیں جن کے لیے وضو کرنا بہتر اور افضل ہے:

1۔ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر (فرض) نماز کے لیے وضو فرماتے۔[1]

فائدہ:

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں[2] تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ یہ بھی جائز ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے وقت وضو کرنا بہتر ہے:

مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، پھر سلام کا جواب دیا، پھر فرمایا:

«إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا عَلَى طُهْرٍ ۔أَوْ قَالَ۔ عَلَى طَهَارَةٍ»۔[3]

''میں نے یہ بات ناپسند کی کہ اللہ کا ذکر پاکیزگی کے بغیر کروں''۔

فائدہ:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کر کے اللہ کا ذکر کرنا بہتر ہے، خواہ اللہ کا ذکر قرآن کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں اور بغیر وضو کے بھی اللہ کا ذکر (قرآن وغیرہ) کرنا جائز ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے تھے، جب

[1] سنن نسائی: 131 (حسن لذاتہ) 

[2] صحیح مسلم: 277

[3] سنن ابوداود: 17 قال الحافظ زبیر علی زئی ولاصل الحدیث شواھد دون قولہ حتی توضأ وحدیث مسلم (370) یغنی عنہ

آپ ﷺ اٹھے تو اپنی آنکھوں کو ہاتھ سے صاف کیا اور پھر آپ ﷺ نے سورۂ آلِ عمران کی آخری دس آیات تلاوت کیں، پھر لٹکائے ہوئے مشکیزہ کی طرف بڑھے اور وضو کیا اور نماز شروع کر دی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں بھی اٹھا اور میں نے اسی طرح کیا جیسے آپ ﷺ نے کیا (یعنی میں بھی اٹھا اور سورۂ آلِ عمران کی آخری دس آیات پڑھیں، پھر وضو کیا..... الی آخرہ)۔[1]

یہ بات تو مسلّم ہے کہ نبی اکرم ﷺ بے وضو بھی ہوتے تھے اور حدیث میں آتا ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ۔[2]

''نبی کریم ﷺ ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے''۔

3۔ جنابت کی حالت میں:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ، وَهُوَ جُنُبٌ، غَسَلَ فَرْجَهُ، وَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ۔[3]

''نبی کریم ﷺ جب جنبی (ناپاک) ہوتے اور سونے کا ارادہ کرتے تو شرم گاہ کو دھوتے اور نماز والا وضو فرما لیتے تھے''۔

* نبی ﷺ جب جنبی ہوتے اور کھانا تناول کرنے یا سونے کا ارادہ کرتے تو نماز والا وضو فرماتے۔[4]

* عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ وہ رات کو جنبی (ناپاک) ہو

[1] صحیح مسلم:763

[2] صحیح مسلم:373

[3] صحیح بخاری:288

[4] صحیح بخاری:290

جاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

«تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ»۔ [1]

''وضو کر اور (وضو سے پہلے) اپنی شرم گاہ کو دھو لے، پھر نیند کر''۔

* عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھتے ہیں کیا جب ہم سے کوئی جنبی (ناپاک) ہو جائے تو وہ نیند کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ»۔ [2]

''ہاں جب وہ وضو کر لے''۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جنبی آدمی اگر وضو کر کے کھائے یا پیئے یا نیند کرے تو بہتر ہے اور اگر جنبی آدمی یہ سارے کام بغیر وضو کے کر لے تو یہ بھی جائز ہے۔

صحیح ابن خزیمہ میں حدیث آتی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ کیا جب ہم سے کوئی ایک جنبی ہو تو وہ نیند کر سکتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَنَامُ وَيَتَوَضَّأُ إِنْ شَآءَ»۔ [3]

''وہ نیند کر سکتا ہے اور اگر وہ چاہے تو وضو کر لے''۔

صحیح ابن خزیمہ کی ایک اور حدیث میں آتا ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَطْعَمَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ طَعِمَ۔ [4]

''نبی کریم ﷺ جب جنبی ہوتے اور کھانے کا ارادہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو

[1] صحیح بخاری:290

[2] صحیح بخاری:289

[3] صحیح ابن خزیمہ: 211 (صحیح)

[4] صحیح ابن خزیمہ:218 (صحیح)

دھوتے پھر کھانا کھاتے''۔

## جنابت (ناپاکی) کی حالت میں قرآن کی تلاوت کرنا:

بہتر یہی ہے کہ جنبی آدمی غسل کر کے قرآن کی تلاوت کرے اور اگر بغیر غسل کے بھی تلاوت کر لے تو یہ بھی جائز ہے، اسی طرح حائضہ عورت کا مسئلہ ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ۔ [1]

''نبی کریم ﷺ ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے''۔

نبی کریم ﷺ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حیض کی حالت میں فرمایا:

«فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي»۔ [2]

''جو حاجی کرتے ہیں تم بھی کرو، البتہ طہر سے پہلے طواف نہ کرنا''۔

**فائدہ:**

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جنبی آدمی اور حائضہ عورت قرآن کریم کی تلاوت کر سکتے ہیں، پہلی حدیث میں یہ ذکر ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے، تو اللہ کے رسول ﷺ کبھی جنبی بھی ہوتے تھے، اسی طرح دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض کی حالت میں فرمایا کہ جو کچھ حاجی کرتے ہیں تو بھی کر سوائے طواف کے، تو حاجی قرآنِ کریم کی تلاوت، اللہ کا ذکر اور دعا بھی کرتے ہیں، معلوم ہوا کہ حائضہ عورت بھی اللہ کا ذکر کر سکتی ہے اور قرآن بھی اللہ کا ذکر ہے۔

تو دو وجہ سے ثابت ہوا کہ حیض کی حالت میں قرآنِ مجید پڑھا جا سکتا ہے۔

[1] صحیح مسلم:373

[2] صحیح بخاری:305

امام بخاری رحمہ اللہ کا موقف بھی یہی ہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف بھی یہی ہے۔[1]

قرآن وحدیث میں کوئی دلیل موجود نہیں جس میں حیض والی عورتوں کو اور جنبی آدمی کو قرآنِ مجید کی تلاوت سے روکا گیا ہو، باقی جس روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقْرَأِ الْحَائِضُ، وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ».[2]

''حائضہ اور جنبی آدمی قرآن سے کوئی شے نہ پڑھیں''۔

تو یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش ہے جب یہ راوی حجازیوں سے کوئی روایت بیان کرے تو وہ ضعیف ہوتی ہے اور وہ یہ روایت حجازیوں سے بیان کرتا ہے۔

قَالَ التِّرْمِذِيُّ: وسَمِعْت مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ، يَقُولُ: إِنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عَيَّاشٍ يَرْوِي عَنْ أَهْلِ الْحِجَازِ، وَأَهْلِ الْعِرَاقِ أَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ، كَأَنَّهُ ضَعَّفَ رِوَايَتَهُ عَنْهُمْ فِيمَا يَتَفَرَّدُ بِهِ.

اسی طرح ایک اور روایت آتی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقْرَأِ الْحَائِضُ وَلَا النُّفَسَاءُ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا».[3]

''حائضہ اور نفاس کے خون والی عورت قرآن سے کوئی شے نہ پڑھے''۔

یہ روایت بھی ضعیف ہے، اس کی سند میں محمد بن فضل راوی محدثین کے نزدیک متروک الحدیث ہے اور اس پر احادیث گھڑنے کی بھی تہمت ہے۔

[1] صحیح بخاری

[2] جامع ترمذی: 131

[3] دارقطنی

اسی سے ملتی جلتی ایک روایت اور بھی پیش کی جاتی ہے، علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ أَوْ يَحْجِزُهُ شَيْءٌ عَنِ الْقُرْآنِ لَيْسَ الْجَنَابَةَ۔[1]

"نبی کریم ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوتے تو ہمیں قرآن پڑھاتے اور ہمارے ساتھ گوشت کھاتے اور آپ ﷺ کو قرآنِ پاک کی تلاوت سے جنابت کے علاوہ کوئی چیز نہیں روکتی تھی"۔

یہ روایت بھی ضعیف ہے، اس کی سند میں عبداللہ بن ابن سلمہ کوفی راوی ضعیف ہے۔

اگر علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ہم حسن یا صحیح تسلیم کر بھی لیں تب بھی اس سے جنبی کے لیے قرآن کے پڑھنے کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لا حجة فى هذا الحديث لمن منع الجنب من القراءة... الى آخره۔

"اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے جو جنبی کو قرآن پڑھنے سے منع کرتے ہیں"۔

اس لیے کہ اس حدیث میں ممانعت نہیں ہے، اس میں تو صرف رسول اللہ ﷺ کے فعل (یعنی عمل) کا بیان ہے۔[2]

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولو ثبت خبر على لم يجب الامتناع من القراءة من اجل انه

[1] ابوداود، نسائی

[2] تلخیص الحبیر: 139/1

لم ينهه عن القراءة فيكون الجنب ممنوعا منه۔[1]

''اگر حدیث علی رضی اللہ عنہ صحیح بھی ہو تب بھی اس (جنابت) کی وجہ سے قرآن پڑھنے سے اجتناب ضروری نہیں، کیونکہ اس نے اس (قرآن پڑھنے) سے منع نہیں کیا''۔

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وهو لو صح لم يدل على ذلك۔[2]

''اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ جنبی آدمی قرآن نہیں پڑھ سکتا''۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے حجت لینا محل نظر ہے، کیونکہ اس میں تو صرف فعل ہے جو حرمت پر دلالت نہیں کرتا۔[3]

صاحب مرعاۃ فرماتے ہیں:

ومثله لا يصلح متمسكا للكراهة فكيف يستدل به على المنع والتحريم۔[4]

اس سے ملتی جلتی ایک اور روایت آتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں جنبی ہونے کی حالت میں وضو کر کے کھاتا پیتا ہوں، مگر غسل کے بغیر نماز نہیں پڑھتا اور نہ ہی قرآن پڑھتا ہوں۔[5]

---

[1] الاوسط: 155/2

[2] مشکوۃ البانی: 143/1

[3] فتح الباری: 40/1

[4] مرعاۃ: 153/1

[5] طحاوی، طبرانی، دار قطنی

یہ روایت بھی ضعیف ہے، کیونکہ اس روایت کی سند میں عبداللہ بن لہیعہ راوی ضعیف ہے۔

## حائضہ عورت یا جنبی آدمی کا قرآن کو چھونا:

احتیاط اسی میں ہے کہ حائضہ عورت یا جنبی آدمی قرآن کو نہ چھوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَمَسَّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ»۔[1]

''قرآن کو نہ چھوئے مگر پاک صاف انسان''۔

فائدہ:

بے وضو انسان قرآنِ مجید کو چھو سکتا ہے، یعنی ہاتھ لگا سکتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ بے وضو انسان قرآن کو نہیں چھو سکتا اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں:

﴿لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾۔[2]

''نہیں چھوتے اسے مگر پاک لوگ''۔

میرے بھائیو! یہ آیت دلیل نہیں بن سکتی، کیونکہ اس آیت میں قرآن کی بات ہی نہیں بلکہ اس میں لوحِ محفوظ کی بات ہے اور مطھرون سے مراد فرشتے ہیں۔

اس آیت کے سیاق وسباق سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ آیت قرآنِ مجید کے متعلق نہیں، بلکہ لوحِ محفوظ کے متعلق ہے، اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ لوحِ محفوظ کو فرشتے ہی چھو سکتے ہیں۔

## وضو قائم نہ رہنے والے شخص کا حکم:

اگر کسی آدمی کا وضو قائم نہ رہتا ہو، مثلاً اس کی ہوا ہر وقت خارج ہوتی رہتی ہو، یا ہر

[1] سنن الدارقطنی: 437 (صححہ الالبانی)

[2] سورۃ الواقعہ: 79

وقت پیشاب کے قطرے نکلتے رہتے ہوں یا بواسیر کی شکایت ہو یا مذی ہر وقت بہتی رہتی ہو یا عورت کو استحاضہ یا لیکوریا کی بیماری ہو، ان تمام صورتوں میں صرف ایک دفعہ وضو کر لے بار بار وضو کرنے کی ضرورت نہیں، ہاں ایک وضو سے صرف ایک نماز ہی پڑھ سکتا ہے، اگلی نماز کے لیے نیا وضو کرے گا، اس کی دلیل فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے ان کو استحاضہ کی تکلیف تھی، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

«تَوَضَّئِيْ لِكُلِّ صَلَاةٍ»۔[1]

''تو ہر نماز کے لیے وضو کر''۔

## موزوں پر مسح:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ تبوک کے سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروا رہے تھے، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے اُتارنے لگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«دَعْهُمَا فَإِنِّيْ أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا۔[2]

''انہیں رہنے دو، اس لیے کہ میں نے ان کو (جب پاؤں میں) ڈالا تھا تو پاؤں پاک تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر مسح کیا''۔

## جرابوں پر مسح:

* ......ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً، فَأَصَابَهُمُ الْبَرْدُ فَلَمَّا قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوْا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِيْنِ۔[3]

[1] جامع ترمذی:125 (صحیح)

[2] صحیح مسلم:274

[3] سنن أبوداود:146 (صحیح)

"نبی اکرم ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ فرمایا، ان کو سردی لگی، جب وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان کو پگڑیوں، موزوں اور جرابوں پر مسح کرنے کا حکم دیا"۔

* ...صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے، امام ابو داود فرماتے ہیں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ، براء بن عازب رضی اللہ عنہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، ابوامامہ رضی اللہ عنہ، سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ جرابوں پر مسح کرتے تھے۔[1]

ان کے علاوہ سعد بن ابی وقاص، عقبہ بن عمرو، ابومسعود انصاری، ابن عمرو، اور ابو وائل رضی اللہ عنہم سے بھی جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔[2]

خلاصہ:

جرابوں پر مسح کرنا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، کسی کا اس میں اختلاف نہیں۔

والمسح علی الجوربین ثابت باجماع الصحابة۔[3]

## جوتوں پر مسح:

* ...اوس بن ابی اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا:

وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ۔[4]

"اور اپنے جوتوں پر مسح کیا"۔

* ...عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ ہم نے آپ کو ایک ایسا کام کرتے ہوئے

[1] سنن أبوداود، تحت الحدیث: 169

[2] مصنف ابن ابی شیبہ، المحلی

[3] الاوسط لابن المنذر: 1/464۔465، المغنی لابن قدامۃ: 1/181

[4] سنن أبوداود: 160 (صحیح)

دیکھا ہے، آپ کے علاوہ کسی اور کو وہ کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ کام کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ آپ سبتی جوتے پہنتے ہیں؟

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا، وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، وَيَمْسَحُ عَلَيْهَا۔ [1]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ ان جوتوں کو پہنتے تھے اور ان پر مسح بھی کرتے تھے''۔

## مسح کرنے کا طریقہ:

✱..... مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلَى ظَاهِرِهِمَا۔ [2]

''میں نے نبی اکرم ﷺ کو موزوں کے اوپر مسح کرتے ہوئے دیکھا''۔

✱..... علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ۔ [3]

''اگر دین رائے اور قیاس کے مطابق ہوتا تو موزوں کا نچلا حصہ اس کے اوپر کے حصے سے زیادہ مناسب تھا کہ اس کا مسح کیا جائے جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، آپ ﷺ موزوں کے اوپر کے حصے پر مسح کرتے تھے''۔

[1] صحیح ابن خزیمہ: 199 (صحیح)

[2] جامع ترمذی: 98 (حسن لذاتہ)

[3] سنن أبوداود: 162 معنی الحدیث صحیح، قال الحافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ سندہ ضعیف وحدیث الحمیدی (47) یغنی عنہ

فائدہ:

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسح موزوں، جرابوں اور جوتوں کے اوپر والے حصے پر ہوگا۔ دائیں ہاتھ سے دائیں موزے (وغیرہ) پر اور بائیں ہاتھ سے بائیں موزے (وغیرہ) پر، باقی جس روایت میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جنگ تبوک میں موزوں کے اوپر اور نیچے مسح کیا۔[1]

تو یہ روایت ضعیف ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ، وَمُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَا: لَيْسَ بِصَحِيحٍ۔[2]

''میں نے اس روایت کے متعلق ابوزرعہ رحمہ اللہ اور امام بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا تو ان دونوں نے فرمایا: یہ روایت صحیح نہیں ہے''۔

اس روایت میں کئی خرابیاں ہیں:

1۔ ثور نے رجاء سے نہیں سنا۔

2۔ رجاء نے کاتب مغیرہ سے نہیں سنا۔

3۔ کاتب مغیرہ مجہول ہے۔

## مسح کرنے کی شرط:

جرابوں، جوتوں اور موزوں پر مسح کرنے کی شرط یہ ہے کہ باوضو ہو کر ان کو پہنے، چنانچہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کو وضو کروا رہا تھا تو میں آپ ﷺ کے موزے اتارنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

[1] سنن أبوداود:165

[2] جامع ترمذی:97

«دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ».[1]

''انہیں رہنے دیجیے، اس لیے کہ میں نے ان کو (جب پاؤں میں) ڈالا تھا تو پاؤں پاک تھے''۔

*......ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں:

أَنَّهُ رَخَّصَ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ، وَلِلْمُقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً، إِذَا تَطَهَّرَ فَلَبِسَ خُفَّيْهِ، أَنْ يَّمْسَحَ عَلَيْهِمَا۔[2]

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کو تین دن اور تین رات اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح کرنے کی اجازت فرمائی جب کہ اس نے وضو کر کے موزے پہنے ہوں''۔

## مسح کرنے کی مُدت:

شریح بن ہانی نے علی رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کے متعلق سوال کیا تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ۔[3]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات مقرر فرمایا''۔

فائدہ:

1......بعض علماء کے نزدیک مسح کی مدت وقت مسح سے شروع ہوتی ہے، مثلاً ایک آدمی

---

[1] صحیح مسلم:274

[2] صحیح ابن خزیمہ:192 (حسن لذاتہ)

[3] صحیح مسلم:276

نے وضو کر کے جرابیں پہنی، پھر جب دوبارہ وضو کرے گا اور جرابوں پر مسح کرے گا تو اس وقت سے مسح کی مدت شروع ہو گی، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی رائے بھی یہی ہے۔[1]

اور بات بھی یہی صحیح ہے، کیونکہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں مسافر کو تین دن تین راتیں اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات مسح کی اجازت کے لفظ آئے ہیں۔

2 ......وضو کی حالت میں جرابیں اتار دی تو طہارت ختم نہیں ہو گی، جب تک وضو نہ ٹوٹے گا یعنی وضو ٹوٹنے سے پہلے جرابیں دوبارہ پہن لیں تو ان پر مسح جائز ہے۔

## مسح کو توڑنے والی چیزیں:

1 ......جب مسح کی مدّت ختم ہو جائے یعنی مقیم پر ایک دن ایک رات اور مسافر پر تین دن تین راتیں گزر جائیں، اب جرابوں یا موزوں پر مسح نہیں کر سکتے، بلکہ جرابیں اور موزے اُتار کر پاؤں کو دھونا پڑے گا۔

2 ......جنبی (ناپاک) ہونے سے:

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفرًا أَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ، إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ۔[2]

”جب ہم مسافر ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے کہ ہم تین دن اور تین رات اپنے موزوں کو نہ اتاریں، البتہ جنابت سے (اتاریں)، جب کہ پاخانہ اور پیشاب اور نیند سے (نہ اتاریں)“۔

3 ......جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان سے مسح بھی باطل ہو جاتا ہے، مثلاً پاخانہ، پیشاب،

---

[1] مصنف عبدالرزاق

[2] جامع ترمذی:96 (حسن لذاتہ)

مذی اور نیند وغیرہ۔ اب وضو کے وقت دوبارہ مسح کرنا پڑے گا، موزے اور جرابیں اتارنا نہیں پڑیں گی۔

## غسل کن حالات میں واجب ہوتا ہے؟

1...... جب مرد کی شرم گاہ عورت کی شرم گاہ میں داخل ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ»۔[1]

"جب مرد کی شرم گاہ عورت کی شرم گاہ میں داخل ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے"۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَإِنْ لَّمْ يُنْزِلْ»۔[2]

"جب تم میں سے کوئی شخص عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے پھر اس کو مشقت میں ڈالے (یعنی جماع کرے) تو غسل واجب ہو گیا اگرچہ انزال نہ ہو"۔

**فائدہ:**

ان احادیث سے معلوم ہوا صرف دخول سے (یعنی جماع سے) غسل واجب ہو جاتا ہے اگرچہ انزال نہ بھی ہو۔

2...... احتلام کی صورت میں پانی نکلے تو غسل فرض ہو جاتا ہے:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ

---

[1] جامع ترمذی: 108 (صحیح)

[2] صحیح مسلم: 348

غُسْلٍ إِذَا احْتَلَمَتْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: «نَعَمْ، إِذَا رَأَتِ الْمَآءَ»۔ ①

''ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بے شک اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے شرم نہیں کرتے، کیا عورت پر غسل فرض ہو جاتا ہے جب اس کو احتلام ہو جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، جب وہ (بیدار ہونے کے بعد) منی دیکھے''۔

**فائدہ:**

اگر آدمی خواب میں دیکھتا ہے کہ اس کو احتلام ہوگیا ہے، لیکن جب وہ بیدار ہوتا ہے تو کپڑے پر منی موجود نہیں ہوتی، کپڑے بالکل پاک صاف ہوتے ہیں تو غسل واجب نہیں ہوگا، اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ»۔ ②

''غسل (واجب ہوتا ہے) پانی نکلنے سے ہے''۔

**نوٹ:**

اگر دخول کے بغیر انزال ہو جائے تو پھر بھی غسل واجب ہے۔

3...... جب عورت حیض کے خون سے فارغ ہو تو غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ، فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ۔ ③

---

① صحیح مسلم:313

② صحیح مسلم:343

③ صحیح بخاری:314

”بے شک ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا حیض کے غسل کے متعلق، آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ کیسے غسل کرے“۔

نوٹ:

حیض اور نفاس کا ایک ہی حکم ہے۔

## غسل کرنے کا طریقہ:

1......سب سے پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے۔ ①

2...... پھر بائیں ہاتھ سے اپنی شرم گاہ کو اور جسم کے جس حصہ کو گندگی لگی ہے دھوئے۔ ②

3...... پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر دو تین مرتبہ اچھی طرح رگڑے اور پھر اس کو دھوئے۔ ③

4...... پھر وضو کرے جس طرح نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے۔ ④

5 ...... پھر انگلیاں پانی سے تر کرے اور سر کے بالوں کی جڑوں میں انگلیوں سے خلال کرے، یہاں تک کہ سر کی جلد تر ہو جانے کا یقین ہو جائے پھر سر پر تین مرتبہ پانی بہائے۔ (یعنی تین چلو ڈالے)۔ ⑤

6...... پھر باقی تمام جسم پر پانی بہائے۔ ⑥

7 ...... پہلے دائیں جانب پانی بہائے، پھر بائیں جانب۔ ⑦

---

① صحیح مسلم:316

② صحیح بخاری:257

③ صحیح بخاری:259

④ صحیح بخاری:248

⑤ صحیح بخاری:259

⑥ صحیح بخاری:256

⑦ صحیح بخاری:258

8...... پھر غسل کی جگہ سے ہٹ کر دونوں قدم دھوئے۔[1]

فائدہ:

1۔ غسل جنابت میں سر کا مسح نہیں ہے۔

2۔ جو طریقہ غسل جنابت کا ہے وہی طریقہ غسل حیض کا ہے۔

3۔ عورتوں پر سر کے بال کھولنا ضروری نہیں، البتہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میں نے اپنے سر کے بال مضبوطی سے گوندے ہوئے ہیں، کیا میں انہیں غسل جنابت کے لیے کھولوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں اور فرمایا:

«إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِيَ عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَآءَ فَتَطْهُرِينَ»۔[2]

"تمھارے لیے یہی کافی ہے کہ تو اپنے سر پر تین چلو پانی بہائے پھر تو اپنے تمام جسم پر پانی ڈالے اور پاکیزگی حاصل کرے"۔

قال صاحب المرعاۃ، والحديث دليل على أنه لا يجب على المرأۃ نقص الضفائر فی غسل الجنابة ولا فی غسل الحيض۔[3]

"فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ عورت پر غسل جنابت اور غسل حیض میں سر کی مینڈھیاں کھولنا واجب نہیں ہے"۔

## غسل کے بعد وضو:

غسل جنابت یا غسل حیض کے بعد دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بشرطیکہ غسل

---

[1] صحیح بخاری:249

[2] صحیح مسلم:2314

[3] مرعاۃ:2/136

کے دوران شرم گاہ کو ہاتھ نہ لگے، اسی طرح اگر عام غسل سے پہلے وضو کر لیا ہو تو نہانے کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بشرطیکہ غسل کے دوران شرم گاہ کو ہاتھ نہ لگے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ۔ [1]

''بے شک نبی کریم ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے''۔

4...... قبول اسلام کے وقت غسل واجب ہے، قیس بن عاصم فرماتے ہیں:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيدُ الْإِسْلَامَ فَأَمَرَنِي أَنْ أَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ۔ [2]

''میں نبی ﷺ کے پاس آیا، میں اسلام قبول کرنا چاہتا تھا تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل کروں''۔

5...... میت کا غسل:

جب کوئی فوت ہو جائے تو اسے غسل دینا فرض ہے۔

## کن حالات میں غسل مستحب ہوتا ہے؟:

1...... جمعہ کے دن غسل مستحب ہے:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ»۔ [3]

''جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کو آئے تو وہ غسل کرے''۔

سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] جامع ترمذی:107 (صححہ الالبانی)

[2] سنن أبوداود:366 (صحیح)

[3] صحیح بخاری:877، صحیح مسلم:845

«مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ» ①

''جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے''۔

2.....میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا افضل اور بہتر ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ غَسَّلَ الْمَيِّتَ فَلْيَغْتَسِلْ» ②

''جو شخص میت کو غسل دے تو وہ خود بھی غسل کرے''۔

فائدہ:

اس حدیث میں امر استحباب کے لیے ہے، فرضیت کے لیے نہیں، اس لیے کہ حدیث میں آتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَيْسَ عَلَيْكُمْ فِي غَسْلِ مَيِّتِكُمْ غُسْلٌ إِذَا غَسَّلْتُمُوهُ فَإِنَّ مَيِّتَكُمْ لَيْسَ بِنَجِسٍ فَحَسْبُكُمْ أَنْ تَغْسِلُوا أَيْدِيَكُمْ» ③

''جب میت کو غسل دو تو تم پر غسل کرنا ضروری نہیں، کیونکہ تمھارے مُردے ناپاک نہیں ہوتے، بس اپنے ہاتھ دھو لو یہ کافی ہے''۔

*.....عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كُنَّا نُغَسِّلُ الْمَيِّتَ فَمِنَّا مَنْ يَغْتَسِلُ وَمِنَّا مَنْ لَا يَغْتَسِلُ۔ ④

---

① سنن أبوداود:354 (حسن لذاتہ)

② سنن أبوداود:3161 (صحیح)

③ مستدرک حاکم:1426 (سندہ ضعیف ولکن معنی الحدیث صحیح)

④ سنن الدارقطنی:1820 (حسن لذاتہ)

”ہم میت کو غسل دیا کرتے تھے، ہم سے کوئی غسل کر لیتا تھا اور کوئی نہیں کرتا تھا (یعنی میت کو غسل دینے کے بعد)“۔

خلاصہ:

اگر میت کو غسل دینے کے بعد غسل کر لے تو بہتر ہے نہ کرے تو جائز ہے۔

3......حج یا عمرہ کا احرام باندھتے وقت غسل کرنا سنت ہے:

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ تَجَرَّدَ لِإِهْلَالِهِ وَاغْتَسَلَ۔ ①

”انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے احرام باندھنے کے لیے اپنا لباس اتارا اور غسل کیا“۔

## تیمم:

1......تیمم کی ابتدا:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم گئے تو سفر کے دوران میرا ہار ٹوٹ کر گیا گیا، میں نے اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو دی تو اس کی تلاش کے لیے نبی اکرم ﷺ نے قافلے کو رکوا دیا، صبح ہو گئی مگر ہار نہ ملا اور اس مقام پر پانی کا کوئی بندوبست نہیں تھا، اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ پانی تھا تو اس وقت تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ ②

2......پانی موجود نہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھی جائے، یا اگر پانی موجود ہو، لیکن آدمی بیمار ہے پانی استعمال نہیں کر سکتا تو پھر بھی تیمم کر کے نماز پڑھے۔ اسی طرح اگر آدمی جنبی (ناپاک) ہے اور پانی موجود نہیں ہے یا پانی موجود ہے لیکن یہ بیمار ہے غسل نہیں کر

---

① جامع ترمذی: 830 (حسن لذاتہ)

② صحیح بخاری: 334

سکتا تو پھر بھی تیمم کر کے نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ [1]

''اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم رفع حاجت سے فارغ ہوئے ہو یا تم نے عورتوں سے جماع کیا ہو تو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرو''۔

* ...... ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلصَّعِيْدُ الطَّيِّبُ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَلَوْ إِلَى عَشْرِ سِنِيْنَ. فَإِذَا وَجَدْتَ الْمَآءَ فَأَمِسَّهُ جِلْدَكَ فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ». [2]

''پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے، اگرچہ دس سال پانی نہ ملے، جب پانی دستیاب ہو تو اسے اپنے جسم کو پہنچائے، یہ بہتر ہے''۔

* ...... عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَمْ يُصَلِّ فِي الْقَوْمِ. فَقَالَ: «يَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الْقَوْمِ؟» فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَلَا مَآءَ. قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيْكَ». [3]

''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پایا جو لوگوں سے الگ تھا وہ لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا تجھے لوگوں کے ساتھ نماز ادا کرنے سے کس نے روکا تھا؟ اس نے جواب

---

[1] سورۃ المائدۃ:6

[2] سنن أبوداود:332 (صحیح)

[3] صحیح بخاری:348

دیا میں جنبی ہو گیا اور غسل کے لیے پانی نہیں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: تو مٹی کے ساتھ تیمم کر، وہ تیرے لیے کافی ہے''۔

## تیمم کا طریقہ:

*......عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هٰكَذَا» فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ، وَنَفَخَ فِيهِمَا، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ» ۔[1]

''تجھے اس طرح کرنا کافی تھا، پھر نبی ﷺ نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارا اور ان میں پھونک ماری، پھر اپنے چہرے اور اپنی ہتھیلیوں پر مسح کیا''۔

*......عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ بِيَدَيْكَ هٰكَذَا» ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ضَرْبَةً وَاحِدَةً، ثُمَّ مَسَحَ الشِّمَالَ عَلَى الْيَمِينِ، وَظَاهِرَ كَفَّيْهِ، وَوَجْهَهُ» ۔[2]

''تمھارے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ یوں کرتے، پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو ایک دفعہ زمین پر مارا، پھر بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر اور دونوں ہتھیلیوں کی پشت پر پھیرا اور چہرے پر مسح کیا یعنی ہتھیلیوں کو چہرہ پر پھیرا''۔

فائدہ:

ان احادیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں:

1۔ تیمم کے لیے زمین پر ہاتھوں کو ایک دفعہ مارنا کافی ہے۔

---

[1] صحیح بخاری: 338

[2] صحیح مسلم: 368

2۔ تیمم صرف ہتھیلیوں تک ہے۔

بعض لوگوں کے نزدیک ہاتھوں کو زمین پر دو دفعہ مارنا ہے، ایک دفعہ منہ کے لیے اور ایک دفعہ ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک اور وہ اپنے اس دعویٰ پر ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«اَلتَّيَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ» ۔[1]

”تیمم دو ضربیں ہیں (یعنی دو دفعہ زمین پر ہاتھ مارنا ہے) ایک دفعہ چہرے کے لیے اور ایک دفعہ ہاتھوں کے لیے“۔

یہ روایت صحیح نہیں ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وصحح الائمة وقفه۔

”ائمہ کرام نے اس کے موقوف ہونے کو صحیح قرار دیا ہے“۔

مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی حدیث نہیں، بلکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنا قول ہے۔

خود امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بھی اسے موقوف قرار دیا ہے۔[2]

محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

احاديث الضربتين والمرفقين ضعيفة أو مختلفة فى الرفع والوقف والراجح هو الوقف۔[3]

”دو ضربوں والی روایات اور کہنیوں تک تیمم کرنے والی روایات تو ضعیف ہیں یا ان کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے اور زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ وہ روایات موقوف ہیں“۔

---

[1] سنن دارقطنی: 685

[2] سنن دارقطنی: 685

[3] تحفۃ الاحوذی: 135/1

صاحب مرعاۃ فرماتے ہیں:

وجمع ما ورد فی الضربتين أو كون المسح الى المرفقين لا يخلو عن ضعف۔[1]

''اور تمام وہ روایات جو دو ضربوں یا مسح کہنیوں تک ہونے کے متعلق وارد ہوئیں ضعیف ہیں''۔

## ایک تیمم سے کئی نمازیں:

وضو کی طرح جب تک تیمم نہ ٹوٹے ایک تیمم سے کئی نمازیں پڑھ سکتے ہیں، اس لیے کہ تیمم وضو کے قائم مقام ہے اور پیچھے گزر چکا ہے کہ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔

## وہ کام جن سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے:

1...... وہ چیزیں جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

2...... اگر پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا تھا تو جب پانی کے استعمال پر قادر ہو جائے گا تو تیمم ٹوٹ جائے گا۔

3...... اگر بیماری کی وجہ سے تیمم کیا تھا تو جب وہ تندرست ہو جائے اور پانی استعمال کرنے پر قادر ہو جائے تو تیمم ٹوٹ جائے گا۔

هذا ما عندی والله اعلم بالصواب

سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك

......*......

[1] مرعاۃ:266/2

دوسرا باب:

# نماز کے مسائل

## قبلہ رخ سیدھا کھڑا ہونا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾۔[1]

''اور تم جہاں بھی ہو (نماز میں) سو اپنے چہرے اس کی طرف (یعنی مسجد حرام کی طرف) پھیر لو''۔

خلاد بن رافع رضی اللہ عنہ نے جلدی جلدی رکوع، سجود کر کے نماز ادا کی اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

«إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ»۔[2]

''جب تو نماز ادا کرنے کا ارادہ کرے تو اچھے انداز سے وضو کر، پھر قبلہ کی طرف منہ کر''۔

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«كَانَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ، اعْتَدَلَ قَائِمًا»۔[3]

''رسول اللہ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو بالکل سیدھے کھڑے ہوتے''۔

---

[1] سورۃ البقرۃ:144

[2] صحیح بخاری:6251

[3] سنن ابن ماجہ:862 (صحیح)

## تکبیر تحریمہ:

✱......رسول اللہ ﷺ کے متعلق حدیث میں آتا ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ۔ ①

"رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے"۔

✱......ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ، اعْتَدَلَ قَائِمًا، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ اللهُ أَكْبَرُ۔ ②

"رسول اللہ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو بالکل سیدھے کھڑے ہوتے اور دونوں ہاتھوں کو اتنا بلند کرتے کہ دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر کر لیتے، پھر کہتے: اللہ اکبر"۔

✱......رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

«إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ»۔ ③

"جب تو نماز ادا کرنے کا ارادہ کرے تو اچھے انداز سے وضو کر، پھر قبلہ کی طرف رخ کر پھر اللہ اکبر کہہ"۔

✱......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«تَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ»۔ ④

---

① صحیح مسلم: 771

② سنن ابن ماجہ: 862 (صحیح)

③ صحیح بخاری: 6251

④ جامع ترمذی: 238 (حسن لذاتہ)

’’نماز کی ابتدا اللہ اکبر سے ہوتی ہے‘‘۔

فائدہ:

نماز شروع کرتے وقت صرف اللہ اکبر کے الفاظ ثابت ہیں، اس کے علاوہ اللہ الاکبر، اللہ الکبیر، اللہ اجل، اللہ اعظم، الرحمٰن اکبر یا فارسی میں اللہ بزرگ تراست یہ الفاظ ثابت نہیں۔

## رفع الیدین کرنا:

*......عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ أَيْضًا۔[1]

’’بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کندھوں تک اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے‘‘۔

*......وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا:

رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ۔

’’آپ ﷺ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہا‘‘۔

وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ، ثُمَّ رَفَعَهُمَا، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ، فَلَمَّا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ

---

[1] صحیح بخاری:735

يَدَيْهِ۔[1]

''اس حدیث کے راوی ہمام کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے، پھر چادر اوڑھ لی، اس کے بعد اپنا دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا، پھر جب رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے چادر میں سے دونوں ہاتھ باہر نکال کر اٹھائے، پھر اللہ اکبر کہا، اس کے بعد رکوع کیا، پھر جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے''۔

نوٹ:

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں 9 ہجری کو مسلمان ہوئے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا ذکر ان وفود میں کیا ہے جو 9 ہجری میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے تھے۔[2]

اور علامہ عینی حنفی اپنی کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

''وائل بن حجر رضی اللہ عنہ مدینہ میں 9 ہجری میں مسلمان ہوئے اور یہ (وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) صحابی رسول ﷺ سے رفع الیدین ذکر کرتے ہیں''۔

پھر یہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ آئندہ سال (یعنی 10 ہجری میں) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بیان کرتے ہیں:

''پھر میں اس کے بعد ایک زمانے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، ان دنوں سخت سردی تھی، میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ ان کے اوپر موٹی چادریں تھیں،[3] ان کے ہاتھ کپڑوں کے نیچے حرکت کرتے تھے''۔[4]

---

[1] صحیح مسلم:401

[2] البدایۃ والنھایۃ:5/70

[3] یہ حدیث نمبر:722 کے الفاظ ہیں 728 کے الفاظ تھوڑے مختلف ہیں۔

[4] سنن ابوداود:728 (صحیح)

اس سے معلوم ہوا کہ 10 ہجری تک آپ ﷺ سے رفع الیدین ثابت ہے، اس کے بعد آپ ﷺ انتقال فرما گئے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رفع الیدین منسوخ ہوگئی ہے، وہ 10 ہجری کے بعد عدم رفع الیدین کی کوئی صحیح حدیث پیش کریں۔

﴿فَأْتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَنَعَ هٰكَذَا۔ [1]

''ابوقلابہ رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب انھوں نے نماز پڑھی اللہ اکبر کہا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا، اور جب رکوع کا ارادہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا، اور جب رکوع سے اپنے سر کو اٹھایا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور بیان کیا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا تھا''۔

نوٹ:

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی آخری عمر میں مسلمان ہوئے تھے، علمائے احناف بھی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بنولیث کے وفد میں غزوہ تبوک کی تیاری کے وقت نبی پاک ﷺ کے پاس تشریف لائے تھے۔ [2]

غزوہ تبوک 9 ہجری میں ہوا تھا۔ [3]

''عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی

---

[1] صحیح بخاری: 737

[2] فتح الباری: 1/ 111 تحت حدیث: 628، ارشاد الساری للقسطلانی: 2/ 16

[3] فتح الباری: 8/ 111

وہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے"۔[1]

## بغلوں میں بت چھپانے والا واقعہ:

**اعتراض:**

بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع الیدین کا حکم اس لیے دیا کہ کافر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بت لے کر کھڑے ہو جاتے تھے۔

**جواب:**

1۔ اس واقعہ کا وجود کتب احادیث میں کہیں بھی نہیں ملتا، نہ کسی صحیح حدیث میں اور نہ ہی کسی ضعیف روایت میں۔

2۔ اگر رفع الیدین سے بت ہی گرانے مقصود تھے تو کیا پہلی دفعہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ جو رفع الیدین کیا جاتا ہے اس وقت بت نہیں گرتے تھے؟ جو لوگ پہلی دفعہ رفع الیدین کے وقت بت نہیں گرنے دیتے وہ رکوع کی رفع الیدین کے وقت کیسے گرنے دیں گے؟

## رفع الیدین پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع:

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے سامنے رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کر کے دکھایا:

قَالُوْا: صَدَقْتَ هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔[2]

---

[1] السنن الکبریٰ للبیہقی: 73/2 (حسن لذاتہ)

[2] سنن ابوداود: 730 (صحیح)

”تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: بے شک تو نے سچ بولا ہے، رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے“۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ۔ [1]

”کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے بھی (صحیح سند کے ساتھ) ثابت نہیں ہے کہ اس نے رفع الیدین نہ کیا ہو“۔

خلاصہ:

نماز شروع کرتے وقت اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے ہاتھ اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا رسول اللہ ﷺ سے آخری عمر تک ثابت ہے، اس کے منسوخ ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے اور رفع الیدین نہ کرنے کی کوئی صحیح مرفوع حدیث موجود نہیں ہے۔

علمائے احناف (کی نظر میں) رفع الیدین:

عبدالحی لکھنوی حنفی کا فتویٰ:

”فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے رفع الیدین کرے کا ثبوت بہت زیادہ اور نہایت عمدہ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ رفع الیدین منسوخ ہے ان کا یہ قول بے بنیاد ہے، ان کے پاس کوئی دلیل نہیں“۔ [2]

علامہ سندی حنفی نے حاشیہ نسائی میں اور علامہ انور کشمیری نے العرف الشذی میں اور علامہ رشید احمد گنگوہی نے فتاوٰی رشیدیہ میں رفع الیدین کے صحیح اور ثابت ہونے کا اعتراف کیا ہے۔

---

[1] جزء رفع الیدین، ص:54

[2] التعلیق الممجد:91

## تارکین رفع الیدین کے دلائل اور ان کے جوابات:

### پہلی دلیل:

عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: اَلَا أُخْبِرُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ؟ قَالَ: فَقَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ اَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ۔[1]

"عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کا طریقہ نہ بتاؤں؟ راوی فرماتے ہیں پھر آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو صرف پہلی دفعہ رفع الیدین کیا، اس کے بعد ساری نماز میں نہ کیا"۔

### جواب:

امام ابوداود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

هذا حديث مختصر من حديث طويل وليس هو بصحيح على هذا اللفظ۔[2]

"یہ ایک لمبی حدیث کا اختصار ہے اور یہ ان لفظوں سے صحیح نہیں ہے"۔

صاحب عون المعبود فرماتے ہیں:

"یہ عبارت میرے پاس دو قدیم نسخوں میں موجود ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد رشید عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:

قد ثبت حديث من يرفع وذكر حديث الزهري عن سالم عن أبيه ولم يثبت حديث ابن مسعود ان النبي ﷺ لم يرفع يديه الا في اول مرة۔[3]

---

[1] ابوداود، ترمذی، نسائی وغیرہ۔

[2] عون المعبود:1/273، ابوداود مصری:1/199، مشکوٰۃ:1/77

[3] جامع ترمذی:1/59

''جو لوگ رفع الیدین کرتے ہیں بلاشبہ ان کی حدیث صحیح ثابت ہے اور انھوں نے امام زہری کی حدیث سالم سے، اس کے باپ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے (رفع الیدین کرنے کی) حدیث بیان فرمائی اور کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھائے'' ثابت نہیں ہے''۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور ان کے استاد یحییٰ بن آدم رحمہ اللہ دونوں فرماتے ہیں:

هو ضعيف، نقله البخاري عنهما وتابعهما على ذلك۔ ①

''وہ روایت ضعیف ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے ان دونوں بزرگوں کا یہ فیصلہ ان دونوں سے نقل فرمایا اور اس فیصلہ پر ان دونوں کی موافقت کی''۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لم يثبت۔ ②

''یہ حدیث ثابت نہیں ہے''۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کوفیوں کے لیے نماز میں رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کی نفی میں جتنی روایات ہیں ان میں یہ روایت سب سے اچھی ہے:

وهو في الحقيقة أضعف شيء۔ ③

نوٹ:

اس روایت میں سفیان ثوری مدلس راوی نے سماع کی تصریح نہیں کی۔

---

① تلخیص الحبیر: 222/1

② تلخیص الحبیر: 222/1

③ تلخیص الحبیر: 222/1

قال العینی وسفیان من المدلسین والمدلس لا یحتج بعنعنته الا ان یثبت سماعه۔ ①

فائدہ:

اگر اس روایت کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے صرف شروع میں رفع الیدین کی بعد میں نہیں، اس پر تو وہ لوگ بھی عمل نہیں کرتے جو یہ روایت پیش کرتے ہیں، وہ خود وتروں میں اور عیدین کی تکبیروں میں رفع الیدین کیوں کرتے ہیں؟

دوسری دلیل:

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْهِ اِلٰی قَرِیْبٍ مِّنْ اُذُنَیْهِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ۔ ②

"براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ کانوں کے قریب تک اٹھاتے، پھر ساری نماز میں ہاتھ نہ اٹھاتے"۔

جواب:

امام ابوداود رحمہ اللہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

هذا الحدیث لیس بصحیح۔ ③

"یہ حدیث صحیح نہیں ہے"۔

اولاً: اس حدیث کی سند میں یزید بن ابی زیاد راوی ضعیف ہے۔ (تقریب)

---

① عمدۃ القاری: 112/3، العلل الکبیر للترمذی: 966/2، الجرح والتعدیل: 225/4، طبقات المدلسین، ص: 32، سیر اعلام النبلاء: 242/7

② أبوداود

③ أبوداود: 110/1

ثانیا: اس حدیث کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے «ثم لا یعود» کا لفظ ان کی طرف سے درج ہے، اصل حدیث میں یہ لفظ نہیں ہے، مکہ میں جب یہ حدیث سنایا کرتا تھا تو اس لفظ کو ذکر نہیں کرتا تھا، کوفہ میں گیا تو اسے سکھایا گیا، پھر یہ لفظ ذکر کرنے لگا گیا۔

تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ یہ لفظ (کہ آپ ﷺ صرف شروع میں ہی رفع الیدین کرتے تھے بعد میں نہیں) یزید بن ابی زیاد کی طرف سے درج کیا ہے۔[1]

قال الحمیدی إنما روی هذه الزیادة یزید ویزید یزید، قال عثمان الدارمي عن أحمد بن حنبل رحمه الله: لا یصح، وکذا ضعفه البخاری وأحمد بن حنبل وأبوداود ویحیي والدارمي والحمیدی وغیر واحد۔[2]

ثالثاً: اگر اس روایت کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے صرف شروع میں رفع الیدین کی بعد میں نہیں، اس پر تو وہ لوگ بھی عمل نہیں کرتے جو یہ روایت پیش کرتے ہیں، وہ خود وتروں میں اور عیدین کی تکبیروں میں رفع الیدین کیوں کرتے ہیں؟

تیسری دلیل:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَرْفَعُ یَدَیْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ۔[3]

"عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے، پھر ساری نماز میں رفع الیدین نہ کرتے"۔

---

[1] تلخیص الحبیر: 222/1

[2] تلخیص الحبیر: 222/1

[3] بیہقی

جواب:

اولاً: یہ روایت ضعیف ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وھو مقلوب موضوع۔ ①

"یہ روایت مقلوب اور موضوع (من گھڑت) ہے"۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قال الحاکم ھذا باطل موضوع۔ ②

"امام حاکم نے فرمایا: یہ روایت باطل اور موضوع ہے"۔

تعجب ہے ان لوگوں پر جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث جو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آتی ہے کہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے تھے" اس کو چھوڑ کر جو روایت موضوع ہے، من گھڑت ہے اس کو مضبوطی سے پکڑتے ہیں۔

ثانیاً: اگر اس روایت کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف شروع میں رفع الیدین کی بعد میں نہیں، اس پر تو وہ لوگ بھی عمل نہیں کرتے جو یہ روایت پیش کرتے ہیں، وہ خود وتروں میں اور عیدین کی تکبیروں میں رفع الیدین کیوں کرتے ہیں؟

چوتھی دلیل:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: «لَا تُرْفَعُ الْأَيْدِي إِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ: فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَفِي اسْتِقْبَالِ الْكَعْبَةِ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَبِجَمْعٍ وَفِي الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ»۔ ③

---

① تلخیص الحبیر: 22/1

② نصب الرایۃ: 210/1

③ أخرجہ البزار والطبرانی وابن أبی شیبہ موقوفا، وعن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

”عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاتھ نہ اٹھائے جائیں ،مگر سات جگہ میں: 1۔ ایک نماز شروع کرتے وقت، باقی چھ مقامات کا تعلق حج کے ساتھ ہے“۔

جواب:

اولاً: یہ روایت ضعیف ہے، قابل حجت نہیں۔

1......اس حدیث کا دارومدار ابن ابی لیلیٰ پر ہے۔

”اور وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے“۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَیّء الحفظ جداً۔[1]

”یہ بہت برے حافظہ والا ہے“۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لا یحتج بہ۔[2]

”یہ راوی قابل حجت نہیں ہے“۔

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ما رأیت أحداً أسوأ حفظا من ابن ابی لیلیٰ۔[3]

”ابن ابی لیلیٰ سے بڑھ کر برے حافظے والا میں نے نہیں دیکھا“۔

2......اس روایت میں انقطاع بھی ہے، اس لیے کہ حکم نے یہ روایت مقسم سے نہیں سنی۔

لم یسمع الحکم من مقسم الا أربعة أحادیث ولیس ھذا

---

[1] تقریب

[2] ترمذی:235/2

[3] تہذیب

الحدیث منھا۔ [1]

3...... عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو خود اس حدیث کے راوی ہیں، ان سے خود رفع الیدین منقول ہے اور ترک منقول نہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی جزء رفع الیدین میں ہے کہ طاؤس اور ابو جمرہ عطاء ان سب نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھا۔

عند الرکوع وإذا رفع رأسه من الرکوع۔ [2]

ثانیا: اگر اس روایت کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف شروع میں رفع الیدین کی بعد میں نہیں، اس پر تو وہ لوگ بھی عمل نہیں کرتے جو یہ روایت پیش کرتے ہیں، وہ خود وتروں میں اور عیدین کی تکبیروں میں رفع الیدین کیوں کرتے ہیں؟

پانچویں دلیل:

عَنْ عَبَّادِ بْنِ الزُّبَیْرِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ فِیْ أَوَّلِ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْھُمَا فِیْ شَیْءٍ حَتّٰی یَفْرُغَ۔ [3]

''عباد بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے، پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

جواب:

اولاً: یہ روایت مرسل ہے۔

---

[1] جزء رفع الیدین مع جلاء العینین، ص:160، نصب الرایہ:205/1

[2] جزء رفع الیدین مع جلاء العینین، ص:161

[3] بیہقی

## مرسل کی تعریف:

تابعی صحابی کا واسطہ چھوڑ کر خود نبی کریم ﷺ سے بیان کریں، اس روایت میں عباد تابعی ہے۔

## مرسل کا حکم:

مرسل روایت جمہور محدثین کے نزدیک حجت نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والحدیث اذا کان مرسلاً فانه لایصح عند أکثر اهل الحدیث، قد ضعفه غیر واحد۔[1]

''جب حدیث مرسل ہو تو وہ اکثر اہل علم کے نزدیک صحیح نہیں ہوتی''۔

والمرسل علی القول الصحیح لیس بحجة۔[2]

ثانیاً: اگر اس روایت کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے صرف شروع میں رفع الیدین کی بعد میں نہیں، اس پر تو وہ لوگ بھی عمل نہیں کرتے جو یہ روایت پیش کرتے ہیں، وہ خود وتروں میں اور عیدین کی تکبیروں میں رفع الیدین کیوں کرتے ہیں؟

## چھٹی دلیل:

عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: «مَالِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ أُسْكُنُوْا فِي الصَّلَاةِ»۔[3]

---

[1] ترمذی: 237/2

[2] مقدمہ ابن الصلاح، ص: 21

[3] صحیح مسلم: 430

"جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے کیا ہے کہ میں تمھیں شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھتا ہوں؟ نماز میں سکون اختیار کرو"۔

جواب:

1......اس کا جواب خود صحیح مسلم کے اندر موجود ہے:

اسی حدیث کے راوی جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو السلام علیکم کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ کرتے، (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھیں کیا ہو گیا تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارہ کرتے ہو گویا کہ وہ شریر گھوڑوں کی دُمیں ہیں؟ جب تم میں سے کوئی ایک سلام کہے تو اپنے ہاتھ کو ران پر ہی رکھے، اپنے ساتھی کی طرف منہ کر کے زبان سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہتے ہوئے ہاتھوں سے دائیں اور بائیں اشارہ کرتے تھے تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، رکوع جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے جو رفع الیدین کی جاتی ہے اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا۔

2...... «رافعی ایدیکم... الخ» میں رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین مراد لینے کی کیا دلیل ہے؟ کیا حدیث میں رکوع جاتے وقت یا سر اٹھاتے وقت کے الفاظ ہیں؟

3......رکوع جاتے وقت اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین اگر سکون فی الصلوٰۃ کے منافی ہے تو لامحالہ نمازِ وتر کی تیسری رکعت اور عیدین میں رفع الیدین بھی سکون فی

---

[1] صحیح مسلم: 431

الصلوٰۃ کے منافی ہے۔

4...... امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو اس حدیث سے عدم رفع الیدین پر دلیل پکڑتا ہے وہ جاہل ہے، اس کے پاس علم نہیں، اس لیے کہ اس حدیث کا تعلق بلا اختلاف تشہد کے ساتھ ہے۔[1]

تمام محدثین کا اجماع ہے کہ اس حدیث کا تعلق تشہد کے ساتھ ہے، رفع الیدین عند الرکوع والرفع کے ساتھ نہیں۔

هٰذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔

## تکبیر رفع الیدین کرنے سے پہلے یا بعد میں:

اس کے متعلق تین قسم کی احادیث آتی ہیں:

1...... عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ يُكَبِّرُ۔[2]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہنے کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، یعنی اللہ اکبر کہنے کے ساتھ ہی ہاتھ اٹھائے''۔

2...... مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث:

إِذَا صَلّٰى كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ۔[3]

''جب نماز پڑھتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، یعنی اللہ اکبر پہلے کہتے پھر بعد میں ہاتھ اٹھاتے''۔

اور مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

---

[1] تلخیص الحبیر: 221/1

[2] صحیح بخاری: 738

[3] صحیح مسلم: 391

3......عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ۔ ①

"رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے، پھر اللہ اکبر کہتے"۔

خلاصہ:

اللہ اکبر پہلے کہہ لے ہاتھ بعد میں اٹھائے یا ہاتھ پہلے اٹھا لے اللہ اکبر بعد میں کہے، یا اللہ اکبر کہنے کے ساتھ اٹھالے، یہ تینوں طریقے حدیث سے ثابت ہیں۔

## ہاتھ اٹھانے کے وقت انگلیوں کی کیفیت:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَمْ يُفَرِّجْ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَلَمْ يَضُمَّهُمَا۔ ②

"رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو نہ زیادہ کھولتے اور نہ زیادہ ان کو ملاتے"۔

## ہاتھوں کو کہاں تک اٹھایا جائے؟:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ۔ ③

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نماز میں کھڑے ہوتے تو

---

① صحیح مسلم:390

② صحیح ابن خزیمہ:459 (صحیح)

③ صحیح بخاری:736

اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے"۔

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ۔ [1]

"بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ اکبر کہتے تو اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر کرتے تھے"۔

فائدہ:

ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانا اور کانوں تک اٹھانا دونوں طریقے حدیث سے ثابت ہیں، مرد اور عورت کی رفع الیدین میں کوئی فرق نہیں۔

رفع الیدین کے وقت ہاتھوں سے کانوں کو چھونے کی کوئی دلیل نہیں ہے، اسی طرح انگوٹھوں کے ساتھ کانوں کو چھونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

نوٹ:

ایک حدیث میں سینے تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، وہ طریقہ درست نہیں، کیونکہ وہ روایت ضعیف ہے۔

## ہاتھ باندھنے کی کیفیت:

*......سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ أَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ۔ [2]

"لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں دائیں

---

[1] صحیح مسلم: 391

[2] صحیح بخاری: 740

ہاتھ کو بائیں ذراع پر رکھیں''۔

عربی زبان میں درمیانی انگلی سے لے کر کہنی تک کو ذراع کہتے ہیں۔

*......وائل بن حجر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ۔[1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہتھیلی کی پشت، جوڑ اور کلائی پر رکھا''۔

فائدہ:

یہ حدیث پہلی حدیث کی مؤید ہے، دونوں احادیث میں ہاتھ باندھنے کا ایک ہی طریقہ بیان کیا گیا ہے، جب دایاں ہاتھ بائیں بازو کی کہنی پر رکھا جائے تو دونوں احادیث پر عمل ہو جاتا ہے اور ہاتھ خود بخود سینے پر آ جاتے ہیں۔

فائدہ:

1......بعض احادیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں ہاتھ کو پکڑتے۔[2]

اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ آپ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے۔[3]

اس لیے اگر کوئی دائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں کو پکڑ لے تو یہ بھی جائز ہے اور اگر کوئی دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لے پکڑے نہ، تو یہ بھی جائز ہے، دونوں طریقے (پکڑنا اور صرف رکھنا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔

2......دائیں ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی کہنی پر رکھنا یا کہنی کو پکڑنا یہ حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

---

[1] سنن أبو داود: 727 (صحیح)

[2] ترمذی: 252 (حسن لذاتہ)

[3] صحیح ابن خزیمۃ: 497 (صحیح)

## ہاتھ سینہ پر باندھنا:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ذراع پر رکھیں۔[1]

عربی زبان میں ذراع کہنی کے سرے سے لے کر درمیانی انگلی کے سرے تک ہوتا ہے۔[2]

**فائدہ:**

اس حدیث پر عمل ہو تو ہاتھ زیر ناف آ ہی نہیں سکتے، تجربہ کر کے دیکھ لیں۔

ہلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى صَدْرِهِ۔[3]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دائیں اور بائیں طرف سے پھرتے ہوئے اور ہاتھ سینے پر رکھتے ہوئے دیکھا''۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهِ۔[4]

''میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، تو آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھے''۔

---

[1] صحیح بخاری:740

[2] القاموس الوحید، ص:568

[3] مسند احمد:21967 (حسن لذاتہ)

[4] صحیح ابن خزیمہ:479 (صحیح بشواہدہ)

فائدہ:

عورتوں اور مردوں کی نماز کے طریقہ میں کوئی فرق نہیں، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں اور مرد زیر ناف۔

زیر ناف ہاتھ باندھنے کی کوئی صحیح مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے، رہی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ والی روایت:

السنة وضع الكف على الكف فی الصلوٰة تحت السرة۔

''سنت یہ ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر زیر ناف رکھا جائے''۔

تو یہ روایت ضعیف ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم: 173/1 میں کہا ہے کہ اس حدیث کے ضعیف ہونے پر سب کا اتفاق ہے، کیونکہ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی ہے جس کے ضعیف ہونے پر ائمہ جرح وتعدیل کا اتفاق ہے۔

اسی طرح بیہقی اور حافظ ابن حجر نے بھی اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔[1]

## دعائے استفتاح:

پھر مذکورہ دعاؤں میں سے کوئی ایک پڑھ لے:

1۔ «اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ، كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ»۔[2]

''اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری فرما دے جتنی دوری تو نے مشرق اور مغرب میں دوری کی ہے، اے اللہ! مجھے گناہوں سے

---

[1] دیکھیں: نصب الرایہ: 314/1، فتح الباری

[2] صحیح بخاری: 744

اس طرح پاک کر جیسے کہ سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے، اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال"۔

2۔«اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْراً، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا»۔[1]

"اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا، ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، کثرت کے ساتھ صبح و شام ہم اللہ کی تسبیح کرتے ہیں"۔

3۔«سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ»[2]۔

"اے اللہ! تو پاک ہے، ہم تیری تعریف کے ساتھ (تیری پاکی بیان کرتے ہیں) اور بابرکت ہے تیرا نام اور بلند ہے تیری بزرگی اور تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں"۔

4۔«وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ، اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّآ اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَآ اِلَّآ اَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ بِيَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ

---

[1] صحیح مسلم: 601

[2] سنن ابن ماجہ: 804 (حسن لذاتہ)

اِلَيْكَ اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔ ①

''میں نے اپنا چہرہ یکسو ہو کر اس ذات کی طرف متوجہ کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو نئے سرے سے پیدا کیا، اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں مطیع و فرمانبرداروں میں سے ہوں، اے اللہ! تو ہی بادشاہ ہے تیرے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں، پس میرے تمام گناہ بخش دے، کیونکہ تیرے علاوہ کوئی بھی گناہوں کو نہیں بخش سکتا، بہترین اخلاق کی طرف میری رہنمائی فرما، تیرے علاوہ بہترین اخلاق کی طرف کوئی رہنمائی نہیں کر سکتا، مجھ سے بُرا اخلاق دور کر دے، تیرے علاوہ مجھ سے بُرا اخلاق کوئی دور نہیں کر سکتا، میں حاضر ہوں اور یہ میرے لیے سعادت ہے اور بھلائی تمام کی تمام تیرے ہاتھ میں ہے، جبکہ بُرائی تیری طرف (منسوب) نہیں کی جا سکتی، میں تیری مدد سے (کھڑا) ہوں اور تیری طرف لوٹ کر آنا ہے، تو بابرکت ہے، بلند ہے میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں''۔

## تعوذ:

دعائے استفتاح کے بعد قرأت شروع کرنے سے پہلے تعوذ پڑھیں:

«اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ،

① صحیح مسلم:771

وَنَفْخِهِ، وَنَفْثِهِ»۔ [1]

''میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو سننے والا، جاننے والا ہے شیطان مردود سے، اس کے وسوسے سے، تکبر سے اور اس کے جادو کی پھنکار سے''۔

نوٹ:

تعوذ کے صرف یہ الفاظ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ثابت نہیں ہیں، جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مجھے صرف ان الفاظ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ سے اس حدیث کی کوئی اصل معلوم نہیں ہے''۔

تسمیہ:

*......انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ بِـ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾۔ [2]

''بے شک نبی کریم ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نماز ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ کے ساتھ شروع کرتے تھے''۔

یعنی اونچی قرأت یہاں سے شروع کرتے۔

*......انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَجْهَرْ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا اَبُوْبَكْرٍ وَلَا عُمَرُ وَلَا عُثْمَانُ۔ [3]

---

[1] سنن أبوداود:775 (صحیح)

[2] صحیح بخاری:743

[3] صحیح ابن خزیمہ:496 (صحیح)

"بے شک اللہ کے رسول ﷺ اور ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہر (اونچی) نہیں پڑھتے تھے"۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ اور خلفائے ثلاثہ بسم اللہ کو جہراً نہیں پڑھتے تھے بلکہ آہستہ پڑھتے تھے، اس لیے بہتر اور افضل یہی ہے کہ امام جہری نمازوں میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو آہستہ پڑھے۔ باقی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو اونچی پڑھنا بھی حدیث سے ثابت ہے، نعیم المجمر فرماتے ہیں میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انھوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی، پھر سورۂ فاتحہ پڑھی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ ہوں۔[1]

## سورۂ فاتحہ:

* ......عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ»۔[2]

"جس شخص نے (نماز میں) سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں"۔

* ......عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد فرمایا:

اَجَلْ اِنَّهٗ لَا صَلَاۃَ اِلَّا بِهَا۔[3]

"ہاں! یقیناً اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی"۔

* ......عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مقتدیوں کو فرمایا:

«لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّهٗ لَا صَلَاۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِهَا»۔[4]

---

[1] سنن نسائی:904 (صحیح)

[2] صحیح بخاری:756، صحیح مسلم:394

[3] مصنف ابن ابی شیبہ:3770 (صحیح)

[4] کتاب القراءت للبیہقی:121 (حسن لذاتہ)

''سورۂ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھو، اس لیے کہ جو سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں''۔

ایک روایت میں ہے:

«لَا یَقْرَأَنَّ اَحَدٌ مِّنْکُمْ اِذَا جَھَرْتُ بِالْقِرَاءَۃِ اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ»۔[1]

''جب میں جہری (بلند آواز سے) قراءت کروں تو تم میں سے کوئی ایک سورۂ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھے''۔

فائدہ:

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہے، خواہ نماز فرضی ہو یا نفلی، نمازی امام ہو یا مقتدی ہو یا منفرد۔

اعتراض:

قرآن میں آتا ہے:

﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾۔[2]

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے''۔

اسی طرح حدیث کے اندر بھی آتا ہے:

«وَاِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا»۔

''اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو''۔

جواب:

میرے بھائیو! خاموشی میں اختلاف نہیں ہے، اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ جب

---

[1] جزء القراءۃ:65 (حسن لذاتہ)

[2] سورۃ الاعراف:204

قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہنا چاہیے، اختلاف پڑھنے اور نہ پڑھنے کا ہے اور جو دلیل امام کے پیچھے نہ پڑھنے کی پیش کی گئی ہے اس میں اَنْصِتُوا کا ذکر ہے۔ جس کا معنی ''خاموش رہو'' ہے اور خاموشی کے اندر انسان آہستہ پڑھ سکتا ہے جیسا کہ بخاری کے اندر حدیث آتی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَآءَةِ مَا تَقُولُ؟ قَالَ: «أَقُولُ: اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَاى...» الخ۔[1]

''میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ تکبیر اور قراءت کے درمیان خاموشی میں کیا کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کہتا ہوں: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ... الخ''۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ، فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ، وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا»۔[2]

''جس شخص نے وضو کیا، پس اچھا وضو کیا، پھر جمعہ کے لیے آیا، پس اس نے اسے غور سے سنا اور خاموش رہا، اس کے دس دنوں کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور جس نے کنکریوں کو ہاتھ لگایا تو اس نے لغو کام کیا''۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: أَنْصِتْ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ

---

[1] صحیح بخاری: 744

[2] صحیح مسلم: 857

لَغَوْتَ»۔ [1]

”جب تو جمعہ کے دن امام کے خطبہ دینے کے دوران اپنے ساتھی کو کہے کہ تو خاموش ہو جا تو تو نے لغو کام کیا“۔

میرے بھائیو! ایک طرف اتنی سختی ہے کہ آدمی کا خطبہ جمعہ کے دوران خود بولنا تو درکنار اپنے ساتھی کو بھی یہی نہیں کہہ سکتا کہ خاموش رہ اور دوسری طرف نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ»۔ [2]

”جب تم میں سے کوئی امام کے خطبہ دینے کے دوران آئے تو وہ دو رکعتیں پڑھے“۔

تو جو دو رکعتیں پڑھے گا وہ نماز میں سورۂ فاتحہ بھی پڑھے گا، رکوع اور سجود میں تسبیحات بھی پڑھے گا۔

معلوم ہوا کہ خاموش رہنے کا مطلب نہ پڑھنا نہیں، دیکھو ایک طرف تو رسول اللہ ﷺ خاموشی کا حکم دے رہے ہیں اور دوسری طرف دو رکعتیں پڑھنے کا بھی حکم دے رہے ہیں، معلوم ہوا کہ آدمی خاموش رہ کر پڑھ سکتا ہے۔

صحیح مسلم میں حدیث ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے نماز پڑھی اور نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی، تو وہ نماز ناقص ہے، اس کو تین مرتبہ کہا: ناقص ہے پوری نہیں“۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری: 934

[2] صحیح مسلم: 875

[3] صحیح مسلم: 395

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا: بے شک ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں؟ تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

''تو اس کو آہستہ پڑھ''۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر چند منٹ کے لیے تسلیم کر بھی لیا جائے کہ فانصتوا کا معنی ہے ''نہ پڑھو'' تو خود احناف کا عمل اس کے برعکس ہے، مثلاً: فجر کی نماز باجماعت ہو رہی ہو، امام قرأت کر رہا ہو تو صف کے پیچھے سنتیں پڑھنا احناف کی معتبر کتاب ہدایہ میں لکھا ہے:

ومن انتھي الی الامام فی صلوٰۃ الفجر ان خشی أن تفوته رکعته ویدرك الأخری یصلي رکعتی الفجر عند باب المسجد۔[1]

''اور جو آیا امام کی طرف فجر کی نماز میں (ابھی اس نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں) اگر اسے ڈر ہو کہ ایک رکعت فوت ہو جائے گی اور دوسری کو وہ پا لے گا تو فجر کی سنتیں مسجد کے دروازہ کے پاس پڑھ لے''۔

میرے بھائیو!

1۔ اگر خاموش رہنے کا مطلب نہ پڑھنا ہے تو مقتدی امام کی قرأت کے وقت سنتیں کیوں پڑھ رہا ہے؟

2۔ احناف کی یہ بات بالکل حدیث کے مخالف ہے، حدیث میں آتا ہے کہ فرضی نماز ہو رہی ہو تو سنتیں پڑھنے کی اجازت نہیں۔[2]

مگر احناف پڑھتے ہیں۔

---

[1] ھدایہ، ص:111

[2] صحیح مسلم

1......احناف کا مسئلہ عجیب ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں تو اس وقت کہتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے، خاموش رہنا چاہیے اس لیے کہ قرآن خاموشی سے سننا چاہیے اور جب اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ فرضی نماز ہو رہی ہو تو اور کوئی نماز نہیں ہوتی تو اب کہتے ہیں کہ فجر کی سنتیں پڑھ لو، اب خاموشی کہاں گئی؟

2......امام قرأت کر رہا ہو تو بعد میں آنے والا احناف نزدیک ثناء پڑھ کر شامل ہو جائے، اگر خاموش رہنے کا مطلب نہ پڑھنا ہے تو پھر بعد میں آنے والا ثناء کیوں پڑھے گا؟ عجیب بات ہے کہ جب سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کا مسئلہ آتا ہے تو کہتے ہیں کہ جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو اور خاموش رہنے کا مطلب یہ ہے کہ نہ پڑھو اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ امام قرأت کر رہا ہو تو بعد میں آنے والا ثناء پڑھ لے، کیوں؟

3......امام قرأت کر رہا ہو تو مقتدی کا اللہ اکبر کہہ کر نماز میں شامل ہونا، ہم ان سے پوچھتے ہیں: اگر خاموش رہنے کا مطلب نہ پڑھنا ہے تو اب بعد میں آنے والا اللہ اکبر کیوں کہتا ہے؟ حالانکہ امام قرآن پڑھ رہا ہے؟

احناف اگر اس کا جواب یہ دیں کہ جی! یہ تو حدیث میں آتا ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرنی چاہیے تو ہم کہتے ہیں تو کیا یہ حدیث میں نہیں آتا کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی؟

علامہ ابن نجیم حنفی عیدین کی تکبیرات کے بارے میں فرماتے ہیں:

من فاتته اول الصلوٰة مع الامام يكبر فى الحال ويكبر برأى نفسه۔[1]

---

[1] البحر الرائق: 174/2

’’جو شروع نماز میں امام کے ساتھ شریک نہ ہو سکے وہ اب تکبیریں کہے‘‘۔

امام عیدین کی نماز میں قرأت کر رہا ہے اور حنفی تکبیر کہہ رہا ہے۔

اگر خاموش رہنے کا مطلب نہ پڑھنا ہی ہے تو بقول ان کے تو اب اس صورت میں حنفی تکبیریں کیوں کہہ رہا ہے؟ حالانکہ امام قرآن پڑھ رہا ہے اور اللہ کا حکم ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تم خاموش رہو۔

تیسری بات یہ ہے کہ احناف ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ﴾ سے استدلال نہیں کر سکتے، اس لیے کہ اصول فقہ حنفیہ کی مشہور کتاب میں لکھا ہے:

﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ﴾ اور ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾ ان دو آیات میں تعارض ہے اور اصول ہے کہ تعارض کے وقت آیات ساقط عن الاحتجاج ہو جاتی ہیں‘‘۔[1]

**اعتراض:**

حدیث میں آتا ہے:

«من كان له امام فقراءة الإمام له قراءة»۔

’’جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے‘‘۔

**جواب:**

یہ روایت ضعیف ہے۔

1......اس روایت میں جابر جعفی ہے جو ضعیف ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولا لقيت فيمن لقيت أكذب من جابر الجعفي۔[2]

’’جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا میں نے کسی کو نہیں دیکھا‘‘۔

---

[1] نور الانوار، ص:194، توضیح مع التلویح:2/241

[2] تخریج الزیلعی، ص:248، حاشیہ ابن ماجہ

علامہ سندھی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وفی الزوائد، فی إسناده جابر الجعفی كذاب۔

''یعنی کتاب الزوائد میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کی سند میں جابر جعفی ہے جو کذاب (بہت بڑا جھوٹا) ہے''۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ضعیف ہے''۔[1]

2...... امام بخاری رحمہ اللہ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

هذا الخبر لم يثبت عند أهل العلم من أهل الحجاز وأهل العراق وغيرهم لإرساله وانقطاعه۔[2]

''یہ خبر اہل علم کے نزدیک ثابت نہیں ہے، مرسل اور منقطع ہونے کی وجہ سے''۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقد روى هذا الحديث من طرق ولا يصح شيء منها عن النبي ﷺ۔[3]

''یہ روایت کئی سندوں کے ساتھ منقول ہے، جن میں سے کوئی ایک بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے''۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حديث: «من كان له امام فقراءة الإمام له قراءة» مشهور من حديث جابر، وله طرق عن جماعة من الصحابة وكلها

---

[1] تقریب

[2] جزء القراءۃ

[3] ابن کثیر: 12/1

معلولة۔ [1]

''یعنی یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی مشہور ہے اور اس کی کئی سندیں ہیں، لیکن تمام کی تمام معلول ہیں''۔

علامہ عبدالحی حنفی رحمہ اللہ کا بیان:

لم يرد فى حديث مرفوع صحيح النهي عن القراءة خلف الامام وكل ما ذكروه مرفوعاً فيه إما لا أصل له وإما لا يصح۔ [2]

''یعنی کسی مرفوع صحیح حدیث میں مقتدی کے لیے فاتحہ خلف الامام پڑھنے کی ممانعت وارد نہیں ہوئی اور علماء احناف جتنی احادیث پیش کرتے ہیں یا تو ان کی کوئی اصل نہیں یا وہ صحیح نہیں''۔

## آمین کا مسئلہ:

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَرَأَ ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ «آمِيْنَ» وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ۔ [3]

''رسول اللہ ﷺ جب ولا الضالین کہتے تو بلند آواز کے ساتھ آمین کہتے''۔

عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَدْرَكْتُ مِائَتَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ يَعْنِي مَسْجِدَ الْحَرَامِ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ رَفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ

---

[1] تلخیص: 232/1

[2] التعلیق الممجد

[3] سنن أبو داود: 932 (صحیح)

بِاٰمِیْنَ۔[1]

''میں نے دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا اس مسجد حرام میں، جب امام ولا الضالین کہتا تو سب بلند آواز سے آمین کہتے''۔

اس حدیث میں «رَفَعُوا اَصْوَاتَهُمْ بِاٰمِیْنَ» کے الفاظ ابن حبان کے ہیں اور بیہقی میں «لَهُمْ رَجَّةٌ بِاٰمِیْنَ» (آمین سے ان کی آواز گونج جاتی) کے الفاظ ہیں۔

اَمَّنَ ابْنُ الزُّبَیْرِ وَمَنْ وَّرَآءَهٗ حَتّٰی اَنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً۔[2]

''عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے مقتدیوں نے اتنی بلند آواز سے آمین کہی کہ مسجد گونج گئی''۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَیْءٍ مَّا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِيْنِ۔[3]

''یہودی جتنا سلام اور آمین پر حسد کرتے ہیں اتنا کسی اور شے پر حسد نہیں کرتے''۔

اور بیہقی میں یہ الفاظ ہیں:

«عَلٰى قَوْلِنَا خَلْفَ الْإِمَامِ آمِيْنَ»۔[4]

''یعنی امام کے پیچھے آمین کہنے پر یہودی جتنا حسد کرتے ہیں اتنا کسی اور چیز پر نہیں کرتے''۔

---

1 السنن الکبری للبیہقی :2455 (صحیح)

2 صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب جہر الامام بالتامین، ترجمۃ الباب

3 سنن ابن ماجہ:856 (صحیح)

4 السنن الکبری للبیہقی :2442 (صحیح بشواہدہ)

فائدہ:

اگر کوئی اعتراض کرے کہ ترمذی میں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کے ساتھ اپنی آواز پست کی، یعنی آمین آہستہ کہی تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

آمین پست آواز سے کہنے کے الفاظ ذکر کرنے میں امام شعبہ سے غلطی ہوئی ہے، جیسا کہ امام بخاری، دارقطنی اور ابوذرعہ اور دیگر حفاظ حدیث نے کہا ہے۔[1]

مولانا عبدالحئ لکھنوی حنفی فرماتے ہیں:

''یہ (آمین پست آواز سے کہنے کے الفاظ میں) شعبہ سے غلطی ہوئی''۔

اور مزید فرماتے ہیں:

والصحیح فجھر بھا۔[2]

''آپ نے آمین اونچی آواز سے کہی کے الفاظ صحیح ہیں''۔

خلاصہ:

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ امام اور مقتدی جہری نمازوں میں آمین بلند آواز سے کہیں گے اور آمین اونچی نہ کہنے کی کوئی ایک بھی صحیح مرفوع حدیث نہیں ہے۔

﴿فَأْتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

## نماز کی مسنون قرأت:

منفرد نمازی جہاں سے چاہے اور جتنا چاہے سورۂ فاتحہ کے بعد قرآن پڑھ سکتا ہے، البتہ امام کو نماز پڑھاتے وقت مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیے، چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] ترمذی:58/1، تلخیص الحبیر، دارقطنی، بیہقی، نصب الرایہ

[2] عمدۃ الرعایہ

«إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ، فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ مِنْهُمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ، وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَآءَ» ۔[1]

''جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو (قرأت میں) تخفیف کرے، اس لیے کہ بے شک ان میں کچھ کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی شخص اکیلا نماز ادا کر رہا ہو تو وہ جس قدر چاہے نماز لمبی کر لے''۔

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَأْتِي فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ. فَصَلَّى لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَآءَ ثُمَّ أَتَى قَوْمَهُ فَأَمَّهُمْ فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى وَحْدَهُ وَانْصَرَفَ فَقَالُوا لَهُ: أَنَافَقْتَ؟ يَا فُلَانُ، قَالَ: لَا. وَاللهِ وَلَآتِيَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَلَأُخْبِرَنَّهُ. فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا أَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ وَإِنَّ مُعَاذًا صَلَّى مَعَكَ الْعِشَآءَ، ثُمَّ أَتَى فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى مُعَاذٍ فَقَالَ: «يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟ اقْرَأْ بِكَذَا وَاقْرَأْ بِكَذَا» ۔[2]

''معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی امامت میں (عشاء کی) نماز ادا کرتے، پھر اپنے قبیلے میں آتے، پھر ان کی امامت کرواتے، پس معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک رات نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی، پھر اپنی قوم میں آئے، چنانچہ ان کی امامت کروائی اور سورۂ بقرہ کی قرأت شروع کر دی، ایک شخص

---

[1] صحیح بخاری: 702

[2] صحیح مسلم: 465

(صف سے) نکلا اور نماز توڑ کر اکیلے نماز ادا کی اور چلا گیا، لوگوں نے اس سے کہا: کیا تم منافق ہو گیا ہے؟ اس نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دوں گا، چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم آب پاشی کرنے والے ہیں، دن بھر کام کرتے رہتے ہیں اور بے شک معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی، پھر وہ اپنی قوم کے پاس آئے، پس اس نے (نماز میں) سورۂ بقرہ پڑھنی شروع کر دی، پس آپ ﷺ معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور (ڈانٹ پلاتے ہوئے) فرمایا: اے معاذ! کیا تو فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے؟ (یعنی لمبی لمبی نماز پڑھا کر کیا تو لوگوں کو دین سے، نمازوں سے دور کرنا چاہتا ہے؟)، فلاں فلاں سورت یعنی سورۂ اعلیٰ، شمس اور لیل وغیرہ پڑھا کر"۔

فائدہ:

1...... جہری نمازوں میں جن رکعات میں امام اونچی قرأت کرتا ہے مقتدی سورۂ فاتحہ کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑھ سکتا، جیسا کہ میں حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جب میں جہری قرأت کروں (یعنی قرآن اونچی آواز سے پڑھوں) تو تم کچھ نہ پڑھو سوائے سورۂ فاتحہ کے"۔

2...... امام کو سورۂ فاتحہ کے بعد پہلی دو رکعتوں میں قرآن کی کوئی دوسری سورت یا سورت کا کچھ حصہ پڑھنا چاہیے اور پچھلی رکعتوں میں سورۂ فاتحہ، اس کی دلیل یہ حدیث ہے:

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقْرَأُ فِی الظُّھْرِ فِی الْأُوْلَیَیْنِ بِأُمِّ الْکِتَابِ، وَسُوْرَتَیْنِ، وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ الْأُخْرَیَیْنِ بِأُمِّ الْکِتَابِ۔ ①

① صحیح بخاری: 776

”ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ، اس کے ساتھ اور دو سورتیں پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ“۔

اور صحیح مسلم میں ظہر اور عصر دونوں نمازوں کا ذکر ہے، یعنی ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورت پڑھتے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ، ظہر اور عصر کی نماز میں مقتدی کے لیے بھی یہی قاعدہ ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«كُنَّا نَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَسُورَةٍ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.»[1]

”ہم ظہر اور عصر کی نماز میں امام کے پیچھے پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے“۔

3...... اگر ظہر اور عصر کی آخری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد اور کوئی سورت یا سورت کا کچھ حصہ پڑھ لے تو یہ بھی مسنون ہے، اس کی دلیل ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ظہر کی آخری دونوں رکعتوں میں پندرہ آیات کے برابر قرأت فرماتے۔[2]

معلوم ہوا کہ آخری دونوں رکعتوں میں سورت کے بعد قرأت مسنون ہے۔

---

[1] سنن ابن ماجہ: 843 (صحیح)

[2] صحیح مسلم: 452

## جہری نمازوں میں قرآنی آیات کا جواب دینا:

ہماری مساجد میں جو یہ مروج ہے کہ امام جب بعض مخصوص آیات کی تلاوت کرتا ہے تو وہ (امام اور مقتدی) ان آیات کا جواب دیتے ہیں، یہ طریقہ درست نہیں، کیونکہ اس کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔

ہاں اگر صرف امام ان آیات کا جواب دے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ صحیح مسلم میں حدیث آتی ہے، حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ تہجد کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ۔

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح کہتے اور جب سوال والی آیت سے گزرتے تو سوال کرتے اور جب تعوذ والی آیت سے گزرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ پکڑتے''۔

ابن خزیمہ، احمد اور حاکم میں حدیث آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض نماز میں یہ پڑھتے تھے: «اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا»۔

تو ان احادیث سے ثابت ہوا کہ جو آدمی قرأت کرے وہ جواب دے، نماز کی حالت میں مقتدی کا قرآن سن کر بلند آواز میں جواب دینا کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے، ہاں اگر آہستہ آواز میں جواب دے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

نوٹ:

«اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا» یہ کلمات سورۂ غاشیہ کے اختتام پر کہنے کی کوئی دلیل نہیں ہے، اس لیے کہ حدیث میں صرف اتنا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نماز میں یہ کلمات کہتے ہوئے سنا۔

بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ کلمات بطورِ دعا پڑھے ہوں گے۔

اعتراض:

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سورۂ رحمٰن تمام پڑھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش رہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ سورت میں نے جنوں پر پڑھی، تو وہ تم سے جواب دینے میں اچھے تھے، جب ہر بار میں اس آیت پر پہنچا:

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ﴾۔

تو وہ جواب میں کہتے:

لَا بِشَیْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ۔

اعتراض کرنے والے کہتے ہیں: دیکھو اس حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے پوری سورۂ رحمٰن صحابہ رضی اللہ عنہم پر تلاوت کی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب نہ دیا، تو آپ ﷺ نے ان کو ڈانٹا اور جنوں کی تعریف کی۔

جواب:

اولاً: اس کی سند ضعیف ہے، اس میں ولید بن مسلم مدلس ہے اور اس نے سماع کی تصریح نہیں کی۔

ثانیاً: بالفرض اگر حدیث صحیح مان بھی لی جائے تو اس حدیث میں یہ وضاحت نہیں کہ یہ نماز کی حالت کا واقعہ ہے، بلکہ بظاہر حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تلاوت عام حالت میں تھی، نماز میں نہیں، جیسا کہ ترمذی میں حدیث آتی ہے:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ۔[1]

"رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے پھر ان پر سورۂ

---

[1] جامع ترمذی: 3291 (ضعیف)

رحمٰن کی تلاوت کی"۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تلاوت نماز کی حالت میں نہ تھی۔

## سورتوں کو ترتیب سے پڑھنا ضروری نہیں:

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَآءَ ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ۔ [1]

"میں نے ایک رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ سورۂ بقرہ شروع کی، پھر سورۂ نساء شروع کی، پھر سورۂ آلِ عمران شروع کی"۔

## رکوع وسجود کا بیان:

* ......حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا، جو رکوع وسجود پورا نہیں کرتا تھا، جب اس نے نماز کو ختم کیا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو بلایا اور اسے کہا:

مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِيْ فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا ﷺ عَلَيْهَا۔ [2]

"تو نے نماز نہیں پڑھی اور اگر تو فوت ہو جاتا تو اس فطرت (دین) کے غیر پر فوت ہوتا جس (فطرت) پر اللہ نے محمد ﷺ کو پیدا کیا ہے"۔

* ......ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تُجْزِئُ صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيْمَ ظَهْرَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ»۔ [3]

---

[1] صحیح مسلم:772

[2] صحیح بخاری:791

[3] سنن ابوداود:855 (صحیح)

"آدمی کی نماز نہیں ہوتی، جب تک کہ وہ رکوع اور سجدہ میں اپنی پیٹھ کو سیدھا نہ کرے"۔

* ...... ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ؟ قَالَ: «لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا»۔ [1]

"بدترین چور نماز کا چور ہے، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ نماز سے چوری کیسے کرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نماز کا چور وہ ہے) جو اس نماز کے رکوع وسجود کو پورا نہیں کرتا"۔

* ...... ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے کونے میں تشریف فرما تھے، اس شخص نے نماز ادا کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے السلام علیکم کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جواب میں) وعلیک السلام کہا اور فرمایا:

«اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»۔

"واپس جاؤ، نماز ادا کرو، پس بے شک تم نے نماز نہیں پڑھی"۔

وہ واپس گیا اس نے نماز ادا کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور السلام علیکم کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جواب میں) وعلیک السلام کہا اور فرمایا:

«اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»۔

"واپس جاؤ، نماز ادا کرو، پس بے شک تم نے نماز نہیں پڑھی"۔

چنانچہ اس شخص نے دوسری دفعہ یا اس کے بعد عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے

---

[1] مسند احمد: 83019 (حسن لذاتہ)

نماز (ادا کرنے) کی تعلیم دیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا» ۔[1]

''جب تیرا ارادہ نماز ادا کرنے کا ہو تو ٹھیک وضو کر، پھر قبلہ رخ اچھے انداز سے کھڑا ہو، پھر اللہ اکبر کہہ، پھر جس قدر قرآنِ پاک (بعد از فاتحہ) کی آسانی سے تلاوت ہو سکے تلاوت کر، پھر اطمینان کے ساتھ رکوع کر، پھر رکوع سے سر اٹھا، یہاں تک کہ بالکل سیدھا کھڑا ہو جا، پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کر، پھر سجدہ سے سر اٹھا کر اطمینان سے بیٹھ جا، پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کر، پھر سجدہ سے سر اٹھا اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ جا، پھر اپنی ساری نماز میں اسی طرح کر''۔

**فائدہ:**

اس شخص نے رکوع و سجود تو کیا تھا لیکن تعدیلِ ارکان نہ ہونے کی وجہ سے اس کی نماز کو آپ ﷺ نے کالعدم قرار دیا، معلوم ہوتا ہے ارکان میں اطمینان اور تعدیل فرض ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔

رکوع (شرعاً) صرف سر جھکانے کا نام نہیں، اسی طرح سجدہ صرف زمین پر پیشانی رکھنے کا نام نہیں، بلکہ اس کے ساتھ اطمینان بھی فرض ہے۔

نعمان بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے

---

[1] صحیح بخاری: 6251

پوچھا: شرابی، زانی اور چور کے متعلق تمھارا کیا گمان ہے؟ (اس کا گناہ کتنا ہے؟) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

''یہ کبیرہ گناہ ہیں اور ان میں سزا بہت ہے اور (کان کھول کر) سنو! بہت بڑی چوری اس آدمی کی ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: وہ کس طرح؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو نماز کا رکوع اور سجدہ پورا نہ کرے''۔[1]

## رکوع کا طریقہ:

1۔ رکوع جاتے وقت ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں تک اٹھائے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائے۔

*......عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوْعِ۔[2]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے اور اسی طرح کرتے جب آپ ﷺ رکوع کے لیے تکبیر کہتے''۔

*......ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ۔[3]

''پھر نبی کریم ﷺ اللہ اکبر کہتے، جس وقت آپ ﷺ رکوع کرتے''۔

---

[1] مسند احمد:11553 (حسن لغیرہ)

[2] صحیح بخاری:736

[3] صحیح بخاری:789

2۔ رکوع کی حالت میں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔

*...... ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ۔[1]

''اور اللہ کے رسول ﷺ اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھتے''۔

*...... رکوع کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلیاں آپ کے گھٹنوں پر یوں رکھی ہوئی ہوتی تھیں جیسا کہ آپ ﷺ نے گھٹنوں کو پکڑا ہوا ہے۔[2]

فائدہ:

جس روایت میں آتا ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَكَعَ فَرَّجَ أَصَابِعَهُ۔[3]

''بے شک نبی کریم ﷺ جب رکوع کرتے تو اپنی انگلیوں کے درمیان کشادگی ڈالتے''۔

یہ روایت ضعیف ہے۔

اولاً: ہشیم راوی مدلس ہے اور اس نے سماع کی تصریح نہیں کی۔

ثانیاً: اس میں انقطاع ہے۔

3۔ دونوں ہاتھوں کو تان کر رکھیں، ذرا خم نہ ہو۔

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَتَّرَ يَدَيْهِ۔[4]

---

[1] سنن أبو داود: 730 (صحیح)

[2] جامع ترمذی: 260 (صحیح)

[3] صحیح ابن خزیمہ: 594 (ضعیف)

[4] جامع ترمذی: 260 (صحیح)

”رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں (یعنی بازوؤں) کو تان کر رکھا (بالکل سیدھا رکھا)“۔

4۔ رکوع کی حالت میں کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھیں۔

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ۔[1]

”پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھا“۔

5۔ رکوع میں پیٹھ کو بالکل سیدھا رکھیں اور سر کو پیٹھ کے برابر رکھیں، سر زیادہ نیچے ہو اور نہ زیادہ اونچا ہو۔

*...... عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ۔[2]

”اور جب آپ ﷺ رکوع جاتے نہ اپنے سر کو اونچا رکھتے اور نہ زیادہ نیچے کرتے، بلکہ اس (ان دونوں صورتوں) کے درمیان رکھتے“۔

*...... رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

«وَامْدُدْ ظَهْرَكَ»۔[3]

”(جب تو رکوع کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ) اور اپنی کمر کو (مکمل) پھیلا“۔

جس روایت میں آتا ہے کہ ابوبرزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

[1] جامع ترمذی: 260 (صحیح)

[2] صحیح مسلم: 498

[3] سنن أبوداود: 859 (حسن لذاتہ)

رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا رَكَعَ لَوْ صُبَّ عَلَى ظَهْرِهِ مَاءٌ لَا سْتَقَرَّ۔ ①

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ (اپنی نماز میں) رکوع کرتے (تو اپنی پیٹھ اتنی سیدھی رکھتے کہ) اگر آپ ﷺ کی پشت پر پانی ڈالا جاتا تو وہ ٹھہرا رہتا"۔

یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں یحییٰ بن سعید راوی ضعیف ہے۔

## رکوع کی دعائیں:

1۔ رسول اللہ ﷺ رکوع میں تین بار یہ دعا پڑھتے تھے:

«سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ»۔ ②

"پاک ہے میرا رب جو بہت عظمت والا اپنی تعریف کے ساتھ"۔

2۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ ﷺ اپنے رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے:

«سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ»۔ ③

"پاک ہے میرا رب جو بہت عظمت والا ہے"۔

اس دعا کو زیادہ بار پڑھنا بھی جائز ہے، ایک بار تو آپ ﷺ نے رات کے نوافل میں اس قدر تکرار کیا کہ آپ ﷺ کا رکوع آپ ﷺ کے قیام کے برابر تھا اور قیام میں آپ ﷺ نے تین لمبی صورتیں تلاوت فرمائی تھیں، (یعنی آپ ﷺ یہ دعا رکوع میں بار بار پڑھتے رہے)۔ ④

---

① المعجم الکبیر للطبرانی: 400 (ضعیف)

② سنن أبو داود: 870 (صحیح)

③ صحیح مسلم: 772

④ صحیح مسلم: 772

3۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا رکوع اور سجدوں میں اکثر پڑھا کرتے تھے:

«سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي»۔[1]

''پاک ہے تو اے اللہ، ہمارے رب! میں تیری تعریف کرتا ہوں، اے اللہ! مجھے بخش دے''۔

4۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدوں میں یہ دعا پڑھتے تھے:

«سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوحِ»۔[2]

''بہت پاک ہے، بہت مقدس ہے، فرشتوں اور روح (جبرئیل) کا رب''۔

5۔ «اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي»۔[3]

''اے اللہ! تیرے لیے ہی میں نے رکوع کیا، تجھ پر ہی میں ایمان لایا، تیرے لیے ہی میں فرمانبردار ہوا، میرے کان، میری آنکھیں، میرا دماغ، میری ہڈیاں، میرے پٹھے اور وہ جسم جسے میرے قدم اٹھائے ہوئے ہیں، اللہ رب العالمین کے لیے جھک گئے ہیں۔''

6۔ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں یہ دعا پڑھتے:

«سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ»۔[4]

''پاک ہے (اللہ تعالیٰ) زبردست طاقت والا، عظیم بادشاہت والا، بڑائی اور

---

[1] صحیح بخاری:794، صحیح مسلم:484

[2] صحیح مسلم:487

[3] صحیح مسلم:771

[4] سنن أبو داود:873 (صحیح)

عظمت والا۔"

نوٹ:

جس روایت میں آتا ہے کہ رکوع میں «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ» اور سجدے میں «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى» کم از کم تین مرتبہ پڑھنا چاہیے، وہ روایت ضعیف ہے۔

اولاً: اس کی سند میں اسحاق بن یزید مجہول ہے۔

ثانیاً: اس میں انقطاع ہے۔

یہ بات مشہور ہے کہ اگر تین بار سے زیادہ تسبیحات پڑھنی ہوں تو طاق پڑھنی چاہئیں، لیکن اس کی کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ آپ ﷺ سے جفت پڑھنا بھی ثابت ہے۔ ①

## رکوع اور سجدوں میں قرآن پڑھنا منع ہے:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَلَا وَإِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا»۔ ②

"خبردار! مجھے رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے"۔

## قومے کا بیان:

جب رکوع سے سر اٹھائے تو اس وقت بھی رفع الیدین کرے۔

مزید تفصیل گزر چکی ہے۔

فائدہ:

چار مقامات پر رسول اللہ ﷺ رفع الیدین کرتے تھے:

1۔ نماز شروع کرتے وقت۔

2۔ جب آپ ﷺ رکوع کرتے تھے۔

---

① سنن ابوداود: 888 (حسن لذاتہ)

② صحیح مسلم: 479

3۔ جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تھے۔

4۔ جب آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے۔ [1]

## رکوع سے سیدھے کھڑے ہوتے ہوئے یہ کلمات پڑھیں:

«سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ»۔

''اللہ نے اس کی بات سن لی جس نے اس کی تعریف کی''۔

پھر یہ کلمات کہیں:

«رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ»۔

''اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے ہر طرح کی تعریف ہے''۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب رکوع سے سر اٹھایا تو کہا:

«سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ»۔ [2]

''اللہ نے اس کی بات سن لی جس نے اس کی تعریف کی، اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے ہر طرح کی تعریف ہے''۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:

«رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ»۔ [3]

''اے ہمارے رب! اور تیرے ہی لیے ہر طرح کی تعریف ہے''۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:

«اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ»۔ [4]

---

[1] صحیح بخاری:739

[2] صحیح مسلم:772

[3] صحیح بخاری:732

[4] صحیح بخاری:795

''اے اللہ! اے ہمارے رب! اور تیرے ہی لیے تعریف ہے''۔

خلاصہ:

«رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ» کہہ لے یا «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» کہہ لے یا «اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» کہہ لے، تینوں طرح جائز اور ثابت ہے یا «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ» ''اے ہمارے رب! تیرے ہی واسطے ہر طرح کی تعریف ہے بہت زیادہ پاکیزہ جس میں برکت ڈال دی گئی'' کہہ لے۔

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ: كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: «مَنِ الْمُتَكَلِّمُ» قَالَ: أَنَا، قَالَ: «رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ»۔ [1]

''رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، پس جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا تو: «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» کہا، ایک مقتدی نے یہ کلمات کہے: «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ» جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: یہ کلمات کہنے والا کون تھا؟ ایک آدمی (مقتدی) نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تیس فرشتوں سے زائد فرشتے دیکھے جو ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں کوشاں تھے کہ کون ان کلمات کو پہلے تحریر کرے''۔

ابوداود میں:

---

[1] صحیح بخاری: 799

«رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ»۔

کے بعد:

«مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى»۔

کے الفاظ بھی ہیں۔[1]

یا یہ دعا پڑھ لے:

«اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ»۔[2]

اسی طرح کی ایک اور دعا بھی مسلم میں آتی ہے، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے:

«رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ»۔[3]

”اے اللہ! ہمارے پروردگار! ہر قسم کی تعریف تیرے لیے ہے آسمانوں اور زمین اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے، اے ثناء اور بزرگی والے! جو کچھ اس بندے نے کہا تو ہی اس کا حق دار ہے اور ہم سب تیرے بندے ہیں، اے اللہ! جو تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی شان والے کو اس کی شان تیرے ہاں کوئی نفع

---

[1] أبوداود:773 (حسن لذاتہ)

[2] صحیح مسلم:476

[3] صحیح مسلم:477

نہیں پہنچا سکتی“۔

فائدہ: امام ہو یا مقتدی دونوں ہی «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ» کہیں گے۔

1...... ایک آدمی نے جلدی جلدی نماز پڑھی، رکوع وسجود صحیح نہ کیا، اس کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّهُ لَا تَتِمُّ صَلَاةٌ لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ فَيَضَعَ الْوُضُوْءَ ـ يَعْنِي مَوَاضِعَهُ ـ ثُمَّ يُكَبِّرُ، وَيَحْمَدُ اللّٰهَ جَلَّ وَعَزَّ، وَيُثْنِي عَلَيْهِ، وَيَقْرَأُ بِمَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ يَرْكَعُ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يَقُوْلُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِمًا...الخ»۔ [1]

”بے شک کسی انسان کی نماز پوری نہیں ہوتی حتی کہ وہ اچھی طرح سے وضو نہ کرے لے، پھر تکبیر تحریمہ کہے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کرے اور قرآن سے جو میسر ہو وہ قرأت کرے، پھر اللہ اکبر کہے اور مطمئن ہو کر رکوع کرے، پھر «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ» کہہ کر بالکل سیدھا کھڑا ہو جائے...... الخ“۔

اس حدیث کے اندر آپ ﷺ نے «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ» کے کہنے کا ہر نمازی کو حکم دیا ہے، خواہ وہ مقتدی ہو یا امام ہو۔

2...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّي»۔ [2]

”نماز اسی طریقے سے ادا کرو جس طرح تم مجھے ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو“۔

---

[1] سنن أبوداود: 857 (صحیح)

[2] صحیح بخاری: 631

اور کتب احادیث کے اندر موجود ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتے۔

ان دو احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ امام ہو یا مقتدی دونوں ہی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (وغیرہ) کہیں گے، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام کو حکم دیا ہے کہ نماز میرے طریقے کے مطابق پڑھو۔

اور رسول اللہ ﷺ یہ کلمات: «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» پڑھتے تھے۔

محقق العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے بھی اسی مذہب کو اختیار کیا ہے۔[1]

اعتراض:

بعض لوگ یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب امام کہے: «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ» تم کہو: «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی صرف «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» کہے گا۔

جواب:

اس حدیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ امام صرف «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ» کہے اور مقتدی صرف «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» کہے، کیونکہ اس حدیث میں امام کے لیے تحمید اور مقتدی کے لیے تسمیع «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ» کی نفی نہیں کی گئی، بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی کا «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» کہنا امام کے «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ» کے بعد ہو، جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے:

"جب امام ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تم آمین کہو"۔

تو کیا مقتدی ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ نہیں کہے گا، کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ تم آمین

---

[1] صفۃ الصلوٰۃ

کہو، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم صرف آمین کہو اور ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ نہ کہو، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمھارا آمین کہنا امام کے ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہنے کے بعد ہو۔[1]

## رکوع سے امام کے سر اٹھانے سے پہلے سر نہ اٹھائیں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَمَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ، أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ؟»۔[2]

''کیا اس بات سے وہ شخص ڈرتا نہیں جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کے سر میں تبدیل کر دے''۔

صحیح بخاری کے الفاظ ہیں:

''اللہ اس کی صورت کو گدھے کی صورت میں تبدیل کر دے''۔[3]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا»۔[4]

''جب امام رکوع سے سر اٹھائے، پھر تم رکوع سے سر اٹھاؤ''۔

## رکوع کے بعد اطمینان سے کھڑے ہونا:

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق فرماتے ہیں:

«فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتَّى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ»۔[5]

---

[1] مرعاۃ:3/188، تحفۃ الاحوذی، جلد:1

[2] صحیح مسلم:427

[3] صحیح بخاری:691

[4] صحیح بخاری:688

[5] صحیح بخاری:828

"جب آپ ﷺ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے، تو سیدھے کھڑے ہوتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ آتی"۔

ایک روایت میں یوں ہے، ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَمْكُثُ قَائِمًا حَتَّى يَقَعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ، ثُمَّ يَهْبِطُ سَاجِدًا وَيُكَبِّرُ۔ [1]

"رسول اللہ ﷺ جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے، تو رفع الیدین کرتے، پھر کچھ دیر کھڑے رہتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی، پھر سجدے میں جاتے اور اللہ اکبر کہتے"۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ ﷺ وَسُجُودُهُ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ»۔ [2]

"نبی کریم ﷺ کا رکوع اور سجدہ اور رکوع سے اٹھ کر بعد کا کھڑا ہونا اور دونوں سجدوں کا جلسہ (یہ چاروں چیزیں) تقریباً برابر ہوتی تھیں"۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» قَامَ، حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَوْهَمَ۔ [3]

"نبی کریم ﷺ جب سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو آپ ﷺ کا قومہ (رکوع کے بعد کھڑا ہونا) اتنا لمبا ہوتا حتی کہ ہم کہتے کہ آپ ﷺ بھول گئے

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ: 2438

[2] صحیح بخاری: 792

[3] صحیح مسلم: 473

ہیں‘‘۔

مگر آج کل کے مسلمان رکوع کے بعد کھڑا ہونا تو درکنار، پیٹھ سیدھی کرنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔

ایک صحابی نے جلدی جلدی نماز پڑھی، رکوع اور سجدہ صحیح طریقہ سے نہ کیا، نبی کریم ﷺ نے اس کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

«ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَآئِمًا»۔ وفی روایة «حَتّٰی تَعْتَدِلَ قَآئِمًا»[1]

’’پھر رکوع سے سر اٹھا یہاں تک کہ (قومہ میں) بالکل سیدھا کھڑا ہو جا‘‘۔

## سجدہ:

1۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جائے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَهْوِیْ»۔[2]

’’رسول اللہ ﷺ اللہ اکبر کہتے، جب سجدے کے لیے جھکتے‘‘۔

2۔ رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے رہنا ہے، جب تک امام سجدہ کے لیے زمین پر سر نہ رکھ لے، پھر جھکنا شروع کرنا ہے، جب تک امام زمین پر سر نہ رکھے مقتدی کو چاہیے کہ وہ سیدھا کھڑا رہے۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نُصَلِّيْ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى يَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ جَبْهَتَهُ عَلَى الْأَرْضِ۔[3]

---

[1] صحیح بخاری:6251

[2] صحیح بخاری:789

[3] صحیح بخاری:811

''ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، پس جب آپ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے (یعنی رکوع سے سر اٹھاتے) ہم میں سے کوئی ایک اپنی پیٹھ کو نہ جھکاتا یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنا ماتھا زمین پر رکھ لیتے''۔

3۔ سجدہ کے لیے گرتے ہوئے گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيْرُ، وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ»۔[1]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کے بیٹھنے کی طرح نہ بیٹھے، بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھے''۔

فائدہ:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ میں جاتے وقت پہلے ہاتھ رکھنے چاہئیں، باقی جس روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ کرتے تو دونوں گھٹنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے۔ (ابوداود، نسائی) تو یہ روایت ضعیف ہے۔

اس میں شریک بن عبداللہ قاضی ضعیف راوی ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صدوق یخطئ کثیرا تغیر حفظه۔[2]

صاحب مرعاۃ فرماتے ہیں:

فهذه الطرق الثلاث کلها ضعیفة۔[3]

''اس روایت کی تین سندیں آتی ہیں جو کہ تمام کی تمام ضعیف ہیں''۔

---

[1] سنن أبوداود: 840 (حسن لذاتہ)

[2] تقریب

[3] مرعاۃ: 217/1 ضعفہ الالبانی والزئی والربانی والنورفوری

4۔ سات اعضاء پر سجدہ کریں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ، وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ»۔ ①

”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سجدہ کروں سات اعضاء پر، پیشانی پر اور اپنے ہاتھ کے ساتھ ناک کی طرف اشارہ کیا (یعنی پیشانی اور ناک دونوں کو ایک شمار کیا) اور دونوں ہاتھوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں قدموں کے پنجوں پر“۔

فائدہ:

تکیہ وغیرہ پر سجدہ جائز نہیں، اگر زمین پر سجدہ کرنے کی استطاعت نہیں تو صرف اشارہ کرے، ایک مریض تکیہ پر سجدہ کر رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تکیہ پھینک دیا اور فرمایا:

«صَلِّ عَلَى الْأَرْضِ إِنِ اسْتَطَعْتَ وَإِلَّا فَأَوْمِ إِيمَاءً وَاجْعَلْ سُجُودَكَ أَخْفَضَ مِنْ رُكُوعِكَ»۔ ②

”اگر طاقت ہے تو زمین پر نماز پڑھ، ورنہ صرف اشارہ کرو اور اپنے سجدے کو اپنے رکوع سے زیادہ نیچے کرو“۔

5۔ (الف) سجدے میں دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر رکھیں۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ سَجَدَ وَوَضَعَ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ۔ ③

---

① صحیح بخاری: 812

② السنن الکبریٰ للبیہقی: 3669

③ سنن أبو داود: 723 (صحیح)

''پھر رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا اور اپنا چہرہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھا''۔

صحیح مسلم میں ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کرتے۔

(ب) سجدے میں دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر رکھنا مسنون ہے۔

ابوحمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ۔[1]

''رسول اللہ ﷺ نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے کندھوں کے برابر رکھا''۔

خلاصہ:

سجدے میں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر رکھ لے، یا کانوں کے برابر رکھ لے، دونوں طرح درست ہے۔

جس روایت میں آتا ہے کہ:

اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا سَجَدَ ضَمَّ اَصَابِعَهُ۔[2]

''بے شک نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنی (ہاتھ کی) انگلیوں کو ملا لیتے''۔

یہ روایت ضعیف ہے۔

اولاً: ہیثم مدلس ہے۔

ثانیاً: اس میں انقطاع ہے۔

6۔ ہاتھوں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھیں۔

---

[1] سنن أبوداود: 734 (صحیح)

[2] صحیح ابن خزیمہ: 642

اِسْتَقْبَلَ بِكَفَّيْهِ وَأَصَابِعِهِ الْقِبْلَةَ۔ ①

"رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہتھیلیوں کو اور انگلیوں کو قبلہ رخ کیا"۔

7۔ سجدے میں پاؤں کی انگلیوں کو موڑ کر قبلہ رخ کریں۔

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ۔ ②

"رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاؤں کی انگلیوں کے سرے قبلہ رخ کیے"۔

8۔ سجدے میں قدموں کو کھڑا رکھیں۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلَى بَطْنِ قَدَمِهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ۔ ③

"میرا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے قدموں کے تلوؤں پر لگا، آپ ﷺ سجدہ کر رہے تھے اور آپ ﷺ کے قدم مبارک کھڑے تھے"۔

9۔ سجدے میں ایڑیوں کو ملا لے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَوَجَدْتُهُ سَاجِدًا رَاصًّا عَقِبَيْهِ۔ ④

"میں نے آپ ﷺ کو سجدہ میں اپنی دونوں ایڑیوں کو ملائے ہوئے پایا"۔

10۔ سجدہ میں دونوں کہنیوں کو زمین سے اٹھا کر رکھیں۔

---

① السنن الکبری للبیہقی: 2696

② صحیح بخاری: 828

③ صحیح مسلم: 486

④ صحیح ابن خزیمہ: 654 (صحیح)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ». [1]

"جب تو سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر رکھے اور کہنیوں کو اٹھا کر رکھ (بلند رکھ)"۔

11۔ سجدے میں بازو زمین پر نہ بچھائیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ». [2]

"تم میں سے کوئی ایک سجدے میں اپنے بازو کتے کی طرح نہ بچھائے"۔

فائدہ:

کئی عورتیں سجدہ میں بازو بچھا لیتی ہیں، یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے، مرد ہو یا عورت رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق سجدہ کی حالت میں زمین پر بازو نہیں بچھانے چاہئیں۔

12۔ سجدے میں ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھیں۔

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَيُجَافِيْ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ۔ [3]

"آپ ﷺ (سجدہ میں) اپنے بازو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے"۔

عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى

---

[1] صحیح مسلم:494

[2] صحیح بخاری:822

[3] سنن ابوداود:730 (صحیح)

يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ۔ ①

''نبی کریم ﷺ اپنے بازوؤں درمیان کشادگی کرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوتی تھی، (یعنی نظر آتی تھی)''۔

13۔ سجدے میں پیٹ کو رانوں سے علیحدہ رکھیں اور رانوں کے درمیان فاصلہ رکھیں۔

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَإِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ فَخِذَيْهِ غَيْرَ حَامِلٍ بَطْنَهُ عَلَى شَيْئٍ مِّنْ فَخِذَيْهِ۔ ②

''رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنی رانوں کے درمیان کشادگی کرتے، اپنے پیٹ (کے بوجھ) کو اپنی رانوں پر نہ ڈالتے''۔

فائدہ:

بہت سی عورتیں پیٹ کو رانوں سے ملا کر رکھتی ہیں اور دونوں قدموں کو زمین پر کھڑا نہیں کرتیں، حالانکہ یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے، مرد ہو یا عورت سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے جدا رکھنا چاہیے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا عمل تھا۔

14۔ سجدے میں پیٹھ کو بالکل سیدھا رکھیں۔

ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تُجْزِئُ صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتَّى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ»۔ ③

''آدمی کی نماز نہیں ہوتی، جب تک کہ وہ رکوع اور سجدہ میں اپنی پیٹھ کو سیدھا

---

① صحیح مسلم: 495



② سنن أبو داود: 735 (صحیح)

③ سنن أبو داود: 855 (صحیح)

نہ کرے"۔

15۔ اطمینان سے سجدہ کریں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

«ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا»۔ [1]

"پھر تو سجدہ کر یہاں تک کہ اطمینان سے سجدہ (مکمل) کر"۔

مکمل تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

نوٹ:

سجدے کا طریقہ مرد وعورت کے لیے یکساں ہے، عورت کے لیے الگ طریقہ کسی مرفوع صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

## سجدے کی دعائیں:

1۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں یہ دعا پڑھتے:

«سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى»۔ [2]

"پاک ہے میرا رب جو کہ سب سے بلند ہے"۔

فائدہ:

جس روایت میں آتا ہے کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو یہ دعا: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى» تین مرتبہ پڑھتے۔ [3]

یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں ابن لہیعہ راوی ضعیف ہے اور ابوالازہر مستور

---

[1] صحیح بخاری: 6251

[2] صحیح مسلم: 772

[3] سنن ابن ماجہ: 888 (ضعیف)

ہے۔

کبھی یہ دعا رسول اللہ ﷺ رات کے نوافل میں اس قدر کثرت سے پڑھتے کہ آپ ﷺ کا سجدہ قریب قریب قیام کے برابر ہو جاتا۔[1]

2۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کثرت کے ساتھ یہ دعا پڑھتے تھے:

«سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ»۔[2]

''پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے رب! اور میں تیری تعریف کرتا ہوں، اے اللہ! مجھے معاف فرما دے''۔

3۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سجدے میں یہ دعا پڑھتے:

«سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ»۔[3]

''بہت پاک ہے، نہایت پاک ہے فرشتوں اور روح (جبرئیل) کا رب''۔

اسی طرح کچھ اور دعائیں ہیں، اختصار کے لیے صرف انہیں پر اکتفا کیا گیا ہے۔

فائدہ:

سجدے کی کچھ دعائیں بہت سی کتب کے اندر نقل ہیں، لیکن وہ ضعیف ہیں، مثلاً

1۔ سُبحان ذی الملك والملكوت سبحان ذی العزة والجبروت سبحان الحی الذی لا یموت أعوذ...الی آخره

تحقیق:

یہ روایت ضعیف ہے۔

1...... اس روایت کی سند میں عبدالمالک راوی ضعیف ہے اور یہ اسے بیان کرنے میں

---

[1] صحیح مسلم:772

[2] صحیح بخاری:794، صحیح مسلم:484

[3] صحیح مسلم:487

متفرد ہے۔

2.....عبدالمالک سے اس کو اسحاق فروی نے روایت کیا ہے اور یہ بھی متکلم فیہ ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بہت غریب بلکہ منکر ہے۔[1]

2۔ اللهم سجد لك سوادي وخيالي وامن بك فؤادي أبوء بنعمتك علي وهذا ما جنيت على نفسي يا عظيم يا عظيم...الى آخره۔

**تحقیق:**

یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

یہ دعا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں بھی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت میں حمید اعرج راوی متروک ہے، كما قال الذهبي رحمه الله۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے حمید اعرج راوی کو ضعیف کہا ہے۔[2]

عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت میں محمد بن عثیم خضرمی راوی منکر الحدیث ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے اس کو متروک کہا ہے، ابن معین نے ایک روایت میں اس کو کذاب (بہت بڑا جھوٹا) کہا ہے۔

## سجدہ میں دعا کا خصوصی اہتمام کرنا:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ»[3]

”سجدے میں بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، لہٰذا

---

[1] تفسیر ابن کثیر: 475/4

[2] تقریب

[3] صحیح مسلم: 782

(سجدے میں) کثرت سے دعا کرو"۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَآءِ فَقَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ»۔[1]

"بہر حال سجدوں میں بہت زیادہ دعا کرو، کیونکہ یہ تمھارے لیے قبولیت کے بہت زیادہ لائق ہے"۔

## رکوع و سجود میں قرآن پڑھنے کی ممانعت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلَا وَاِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَقْرَأَ الْقُرْاٰنَ رَاكِعًا اَوْ سَاجِدًا»۔[2]

"خبردار! بے شک مجھے رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنے سے روک دیا گیا ہے"۔

## دو سجدوں کے درمیان جلسہ:

1۔ اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے سے سر اٹھائیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ۔[3]

"پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر کہتے، جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر سجدے سے اٹھاتے"۔

بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھیں۔

---

[1] صحیح مسلم:207

[2] صحیح مسلم:479

[3] صحیح بخاری:803

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى۔ ①

''رسول اللہ ﷺ اپنا بایاں پاؤں بچھا لیتے اور دایاں پاؤں کھڑا کر لیتے''۔

ابوحمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَقْعُدُ عَلَيْهَا۔ ②

''پھر رسول اللہ ﷺ اپنا سر سجدہ سے اٹھاتے اور اپنے بائیں پاؤں کو موڑ کر (یعنی بچھا کر) اس پر بیٹھ جاتے''۔

3۔ دونوں قدموں کو کھڑا کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا بھی درست ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ ﷺ۔ ③

''کہ یہ (اقعاء علی القدمین) تمھارے نبی ﷺ کی سنت ہے''۔

4۔ دائیں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کریں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ الْقَدَمَ الْيُمْنَى، وَاسْتِقْبَالُهُ بِأَصَابِعِهَا الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوسُ عَلَى الْيُسْرَى"۔ ④

''نماز کی سنت سے ہے، دائیں پاؤں کو کھڑا کرنا اور دائیں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کرنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا''۔

---

① صحیح مسلم:498

② سنن أبو داود:730 (صحیح)

③ صحیح مسلم:536

④ سنن نسائی:1158 (صحیح)

ابو حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَاَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنٰى عَلٰى قِبْلَتِهٖ۔ [1]

''رسول اللہ ﷺ نے دائیں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کیا''۔

5۔ ہاتھوں کو رانوں پر یا گھٹنے پر رکھنے کی کیفیت آگے تشہد کی بحث میں آئے گی۔

6۔ دو سجدوں کے درمیان اطمینان کے ساتھ بیٹھنا۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ جَالِسًا۔ [2]

''رسول اللہ ﷺ جب سجدے سے سر اٹھاتے تو جب تک برابر بیٹھ نہ جاتے (دوسرے) سجدے میں نہ جاتے''۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ ﷺ وَسُجُوْدُهٗ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ، مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُوْدَ قَرِيْبًا مِنَ السَّوَاءِ»۔ [3]

''قیام کے علاوہ نبی کریم ﷺ کا رکوع اور سجدہ اور رکوع سے اٹھ کر بعد کا کھڑا ہونا اور دونوں سجدوں کا جلسہ (یہ چاروں چیزیں) تقریباً برابر ہوتی تھیں''۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَوْهَمَ۔ [4]

---

[1] سنن ابوداود: 734 (صحیح)

[2] صحیح مسلم: 498

[3] صحیح بخاری: 792

[4] صحیح مسلم: 473

"آپ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ ﷺ بھول گئے ہیں"۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

«ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا»[1]

"پھر تو اطمینان کے ساتھ سجدہ کر پھر (سجدے سے) سر اٹھا کر اطمینان کے ساتھ بیٹھ جا"۔

جس روایت میں آتا ہے کہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ أَشَارَ بِسَبَّابَتِهِ، وَوَضَعَ الْإِبْهَامَ عَلَى الْوُسْطٰى، وَقَبَضَ سَائِرَ أَصَابِعِهِ، ثُمَّ سَجَدَ۔[2]

"پھر آپ ﷺ نے (دو سجدوں کے درمیان والے جلسہ میں) سبابہ انگلی کے ساتھ اشارہ کیا اور درمیانی انگلی پر انگوٹھا رکھا اور باقی انگلیوں کو بند کیا، پھر (دوسرا) سجدہ کیا"۔

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں سفیان ثوری مدلس راوی ہے اور اس مدلس راوی نے سماع کی تصریح نہیں کی۔

## دو سجدوں کے درمیان دعا:

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھتے تھے:

«رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي»۔[3]

---

[1] صحیح بخاری: 6251

[2] مسند احمد: 18858 (ضعیف)

[3] سنن أبو داود: 874 (صحیح)

"اے میرے رب! مجھے معاف کر دے، اے میرے رب! مجھے معاف کر دے"۔

فائدہ:

دو سجدوں کے درمیان جو عام لوگ یہ دعا پڑھتے ہیں:

«اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ»۔

اس روایت کی سند صحیح نہیں ہے، اس کی سند میں حبیب بن ابی ثابت راوی مدلس ہے۔

اور اس مدلس راوی نے تحدیث یا سماع کی صراحت نہیں کی۔

یہی دعا صحیح مسلم میں بھی ہے، لیکن وہاں اس کا موقع ومحل بین السجدتین نہیں ہے۔

## جلسہ استراحت:

1۔ اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے سجدے سے سر اٹھائیں اور پھر اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر دوسری رکعت کی طرف اٹھیں۔

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ يَقُوْلُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَثْنِيْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلٰى مَوْضِعِهِ۔[1]

"پھر آپ ﷺ اللہ اکبر کہتے اور (دوسرے سجدہ سے) سر اٹھاتے، بائیں پاؤں کو موڑ کر اس پر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر واپس آجاتی، (پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے)"۔

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِذَا كَانَ فِيْ وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا۔[2]

---

[1] سنن أبو داود: 730 (صحیح)

[2] صحیح بخاری: 823

”رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز کی طاق رکعت (پہلی یا تیسری) میں ہوتے تو آپ ﷺ نہیں کھڑے ہوتے تھے جب تک سیدھے نہ بیٹھتے“۔

یعنی جب آپ پہلی یا تیسری رکعت پوری کر لیتے تو اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر پھر اگلی رکعت کی طرف کھڑے ہوتے۔

2۔ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِعْتَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ قَامَ۔ [1]

”رسول اللہ ﷺ زمین پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے“۔

نوٹ:

جس روایت میں آیا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو آٹا گوندنے والے انسان کی طرح اپنے ہاتھوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے۔ [2]

اس کی سند ضعیف ہے، اس کی سند میں ھیثم بن علقمہ راوی مجہول ہے۔

خلاصہ:

زمین پر ہاتھوں کے ساتھ ٹیک لگانا سنت ہے، خواہ ہاتھ کھلے رکھے یا بند۔

سوال:

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ تیر کی طرح کھڑے ہو جاتے، ہاتھوں پر ٹیک نہیں لگاتے تھے؟

جواب:

یہ روایت موضوع (من گھڑت) ہے۔ [3]

---

① صحیح بخاری:824

② طبرانی

③ سلسلہ احادیث الضعیفہ للالبانی

## دوسری رکعت:

دوسری رکعت میں دعائے استفتاح نہ پڑھیں، بلکہ سورۂ فاتحہ سے قرأت شروع کر دیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِـ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَمْ يَسْكُتْ۔[1]

''رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو الحمد للہ سے قرأت شروع کرتے اور (دعائے استفتاح کے لیے) سکتہ نہ کرتے''۔

## دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں تعوذ:

دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت کی ابتدا میں تعوذ «أَعُوْذُ بِاللّٰهِ...الی آخرہ» پڑھنا بہتر ہے، دلیل اس کی یہ ہے کہ اللہ پاک نے قرآنِ پاک میں فرمایا:

﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٩٨﴾﴾۔[2]

''جب بھی آپ قرآنِ مجید کی قرأت کریں تو أَعُوْذُ بِاللّٰهِ... پڑھیں''۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں تعوذ (أَعُوْذُ بِاللّٰهِ...) پڑھنا مستحب ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی ہر رکعت میں تعوذ پڑھنے کو اختیار کیا ہے۔[3]

**نوٹ:**

اگر کوئی صرف پہلی رکعت میں ہی تعوذ پڑھتا ہے اور اسی پر اکتفا کرتے ہوئے باقی رکعت میں نہیں پڑھتا تو یہ بھی جائز ہے۔

---

[1] صحیح مسلم: 599

[2] سورۃ النحل: 98

[3] صفۃ الصلوٰۃ

## تشہد:

### 1۔ پہلے تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ:

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى۔ ①

''پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں میں بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دائیں کو کھڑا کرتے''۔

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَقْعُدُ عَلَيْهَا۔ ②

''اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں موڑتے (یعنی بچھاتے) اور اس پر بیٹھتے''۔

اور ابوداود کی ایک روایت میں ہے:

وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ۔ ③

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کیا''۔

خلاصہ:

پہلے تشہد میں بائیں پاؤں کو موڑ (یعنی بچھا) کر اس پر بیٹھیں اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھیں اور دائیں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کریں۔

---

① صحیح بخاری:828

② سنن أبوداود:730 (صحیح)

③ سنن أبوداود:734 (صحیح)

## 2۔آخری تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ:

آخری تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں پاؤں کو دائیں طرف نکالیں اور بائیں جانب کی سرین کو زمین پر رکھ کر بیٹھ جائیں اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھیں۔

ابو حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَىٰ، وَنَصَبَ الْأُخْرَىٰ وَقَعَدَ عَلَىٰ مَقْعَدَتِهِ۔ [1]

''رسول اللہ ﷺ جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو (دائیں طرف) آگے نکالتے اور دوسرے (دائیں پاؤں) کو کھڑا کرتے اور اپنی سرین پر بیٹھتے''۔

نوٹ:

آخری تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ یہی ہونا چاہیے، نماز کی رکعات دو ہوں یا تین یا چار جیسا کہ ابوداود میں حدیث آتی ہے۔

ابو حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَىٰ وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَىٰ شِقِّهِ الْأَيْسَرِ۔ [2]

''جب آپ ﷺ کی وہ رکعت ہوتی جس کے اختتام پر آپ ﷺ نے سلام پھیرنا ہوتا، تو آپ ﷺ اپنے بائیں پاؤں کو (نیچے سے) نکالتے اور مقعد کے بائیں حصے پر بیٹھتے''۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخری رکعت میں بیٹھنے کا طریقہ یہی ہونا چاہیے، نماز دو

---

[1] صحیح بخاری:828

[2] سنن ابوداود:730 (صحیح)

رکعت ہو یا تین یا چار رکعت۔

3۔ تشہد کی حالت میں دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھیں:

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِذَا قَعَدَ يَدْعُو، وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى۔[1]

''رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے''۔

اگر دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھ لے تو یہ بھی درست ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى۔[2]

''رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو اپنا بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھتے''۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بائیں ہتھیلی کو بائیں گھٹنے پر پھیلا کر رکھتے۔ اسی طرح مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ بائیں ہتھیلی کے ساتھ گھٹنے کا لقمہ بناتے یعنی گھٹنا ہتھیلی کی گرفت میں ہوتا۔[3]

---

[1] صحیح مسلم:579

[2] صحیح مسلم:580

[3] صحیح مسلم:579

اگر بائیں ہاتھ کا کچھ حصہ ران پر اور کچھ حصہ گھٹنے پر رکھیں تو یہ بھی درست ہے۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرَى۔ [1]

''رسول اللہ ﷺ نے اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران اور گھٹنے پر رکھا''۔

خلاصہ:

1۔ دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھیں۔

2۔ دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر پھیلا کر اسے پکڑ لے۔

3۔ بائیں ہاتھ کا کچھ حصہ بائیں ران پر اور کچھ حصہ (انگلیاں) گھٹنے پر رکھیں۔

تینوں صورتیں جائز ہیں۔

## انگلی اٹھانے کی کیفیت:

1۔ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو سبابہ (شہادت کی انگلی) کی جڑ میں رکھ کر باقی انگلیاں بند کر کے اشارہ کریں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَّخَمْسِيْنَ، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ۔ [2]

''رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تھے تو اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر اور دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر رکھتے تھے اور ترپن (53) (ہندسے) کی گرہ بناتے اور سبابہ انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے''۔

فائدہ:

ترپن کے ہندسے کی گرہ بنانے سے مقصود یہ ہے کہ چھوٹی انگلی اور اس کے ساتھ والی

---

[1]

[2] صحیح مسلم: 580

دو انگلیوں کو بند رکھا جائے اور چوتھی (شہادت والی انگلی) کو کھلا رکھا جائے، اس کے ساتھ اشارہ کیا جائے اور انگوٹھے کو شہادت والی انگلی کی جڑ میں رکھا جائے۔

اس کی ایک اور صورت بھی ہے، وہ یہ ہے کہ چھوٹی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی ان دونوں کو بند کر لیں، انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنا لیں اور شہادت والی انگلی کے ساتھ اشارہ کریں۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهٖ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى، وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْأَيْمَنِ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، ثُمَّ قَبَضَ اثْنَتَيْنِ مِنْ أَصَابِعِهٖ، وَحَلَّقَ حَلْقَةً، ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهٗ فَرَأَيْتُهٗ يُحَرِّكُهَا يَدْعُوْبِهَا۔ ①

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہتھیلی کو بائیں ران اور گھٹنے پر رکھا اور دائیں کہنی کو دائیں ران پر اونچا کر کے رکھا اور اپنی دو انگلیوں کو بند کیا اور (انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا) حلقہ بنایا، پھر اپنی (شہادت والی) انگلی کو اٹھایا، میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو حرکت دے رہے تھے، اس کے ساتھ اشارہ کر رہے تھے"۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

وَأَشَارَ بِأُصْبُعِهِ الَّتِيْ تَلِي الْإِبْهَامَ إِلَى الْقِبْلَةِ۔ ②

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا اس انگلی کے ساتھ جو انگوٹھے کے ساتھ ہے قبلہ کی طرف"۔

---

① سنن نسائی: 1268 (صحیح)

② صحیح ابن خزیمہ: 719 (صحیح)

فائدہ:

رسول اللہ ﷺ شہادت والی انگلی میں تھوڑا سا خم پیدا فرماتے۔

نوٹ:

جس روایت میں آیا ہے کہ تشہد کی حالت میں آپ ﷺ اپنی نظر کو اس (شہادت کی انگلی پر) مرکوز رکھتے، وہ روایت ~~ضعیف ہے، اس کی سند میں محمد بن عجلان راوی مدلس ہے اور اس مدلس راوی نے سماع کی تصریح نہیں کی~~۔ صحیح ہے

2۔ تشہد میں بیٹھتے ہی انگلی کھڑی کرلیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ۔ ①

"بے شک نبی ﷺ جب نماز (کے قعدہ) میں بیٹھتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور دائیں ہاتھ کی وہ انگلی اٹھاتے جو انگوٹھے کے قریب ہے"۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جب آپ ﷺ نماز میں تشہد کے لیے بیٹھتے تو شروع التحیات سے شہادت کی انگلی اٹھا لیتے۔

3۔ شہادت کی انگلی کو تشہد میں ہمیشہ حرکت دیتے رہیں۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا۔ ②

"پھر آپ ﷺ نے اپنی انگلی کو اٹھایا، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ

---

① صحیح مسلم: 580

② سنن نسائی: 1268

اس کو حرکت دیتے رہے اور اس کے ساتھ اشارہ کرتے رہے"۔

مولانا عبیداللہ مبارک پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان الراجح ان یدیم الرفع والاشارة الی ان ینصرف من الصلوة بالسلام۔[1]

"راجح بات یہی ہے کہ شہادت کی انگلی کو سلام پھیرنے تک اٹھا کر رکھے اور حرکت دیتا رہے"۔

محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ففیه دلیل علی ان السنة أن یستمر فی الإشارة وفی تحریکها إلی السلام لأن الدعاء قبله۔[2]

"اس حدیث میں دلیل ہے کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ انگلی کا اشارہ اور حرکت سلام تک جاری رہے"۔

نوٹ:

1۔ باقی بعض لوگوں کا کہنا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر انگلی اٹھانا چاہیے، اس کی کوئی دلیل نہیں، حتی کہ اس کے بارے میں کوئی ضعیف روایت بھی نہیں۔

2۔ جس روایت میں یہ آتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ لَا یُحَرِّكُهَا (انگلی کو حرکت نہیں دیتے تھے) یہ روایت صحیح نہیں ہے، بلکہ ضعیف ہے، اس کی سند میں محمد بن عجلان راوی مدلس ہے۔

## کلمات تشہد:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی

---

[1] مرعاة: 241/1

[2] صفة الصلوة، ص: 158

ایک نماز میں بیٹھے تو وہ کہے:

«اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ . اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ»۔[1]

''تمام قولی عبادتیں اور تمام بدنی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں، سلامتی ہو تجھ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں، سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔

نوٹ:

ایک روایت میں التحیات للہ سے پہلے بسم اللہ وباللہ کے الفاظ ہیں، لیکن یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں ابوزبیر راوی مدلس ہے اور اس نے سماع کی تصریح نہیں کی۔

## پہلے اور دوسرے تشہد میں درود پڑھنا:

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۵۶﴾۔[2]

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں، اے لوگو! جو ایمان لائے ہو (تم بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو''۔

---

[1] صحیح بخاری: 831، صحیح مسلم: 402

[2] سورۃ الاحزاب: 56

حدیث میں آتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! سلام کا طریقہ تو ہم جانتے ہیں (یعنی التحیات میں السلام علیک ایھا النبی پڑھتے ہیں) ہم درود کس طرح پڑھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو درود ابراہیمی سکھایا۔ [1]

دار قطنی میں حدیث آتی ہے، ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام بھیجنا تو ہمیں معلوم ہے:

فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِي صَلَاتِنَا۔ [2]

''لیکن جب ہم نماز پڑھ رہے ہوں تو آپ پر درود کیسے بھیجیں؟''۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درود ابراہیمی کی تلقین فرمائی۔

اس حدیث میں صراحت ہے کہ جس طرح ''سلام'' نماز میں پڑھا جاتا ہے (یعنی تشہد میں) اسی طرح یہ سوال بھی نماز کے اندر درود پڑھنے سے متعلق تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے درود ابراہیمی پڑھنے کا حکم فرمایا، جس سے معلوم ہوا کہ نماز میں سلام کے ساتھ درود بھی پڑھنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تشہد اور دوسرے تشہد دونوں میں درود پڑھا۔ [3]

خلاصہ:

پہلے تشہد میں درود شریف پڑھ لے تو بہتر ہے، اگر نہ پڑھے تو یہ بھی جائز ہے، اس کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتی ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَزِيدُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ

---

[1] صحیح بخاری: 6357

[2] مسند احمد: 17072 (صحیح)

[3] سنن نسائی: 1720 (صحیح)

عَلَی التَّشَهُّدِ۔[1]

''بے شک رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ دو رکعتوں میں تشہد سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے''۔

باقی جو ابوداود وغیرہ میں حدیث آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پہلی دو رکعتوں میں اتنا (مختصر) جلوس فرماتے، گویا کہ آپ ﷺ گرم پتھر پر بیٹھے ہیں۔

یہ روایت ضعیف ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وهو منقطع لأن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه۔[2]

''یعنی یہ روایت منقطع ہے، اس لیے کہ ابوعبیدہ کا اپنے باپ سے سماع ثابت نہیں ہے''۔

عمرو بن مرہ کا بیان ہے کہ میں نے ابوعبیدہ سے سوال کیا کہ تجھے عبداللہ سے کوئی شے یاد ہے؟ اس نے کہا: ''مجھے کوئی شے یاد نہیں''۔[3]

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوعبیدہ نے اپنے باپ سے نہیں سنا۔[4]

**درود شریف:**

«اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ

---

[1] مسند أبي يعلى: 4373 (صحیح)

[2] تلخیص الحبیر

[3] عون المعبود: 1/378

[4] ترمذی: 1/11

مَّجِيدٌ»۔[1]

"اے اللہ! رحمت فرما محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ پر، جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم علیہ السلام پر، بے شک تو تعریف والا بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت فرما محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ پر، جس طرح تو نے برکت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم علیہ السلام پر، بے شک تو تعریف والا بزرگی والا ہے"۔

## دونوں تشہدوں میں دعا کا پڑھنا:

پہلے اور دوسرے تشہد دونوں میں درود پڑھنے کے بعد دعا پڑھنا مستحب ہے، اس کی دلیل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ... ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَآءَ»۔[2]

"جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں بیٹھے تو وہ التحیات للہ...... پڑھے، پھر اس کے بعد اپنی پسندیدہ دعاؤں میں سے جو چاہے کرے"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلے اور دوسرے تشہد دونوں میں ہی درود پڑھنے کے بعد دعا پڑھنی چاہیے، اس لیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں بیٹھے تو دعا پڑھے"۔

اب یہ رسول اللہ ﷺ کا حکم عام ہے کہ جب تم میں سے کوئی ایک نماز میں بیٹھے، چاہے پہلے تشہد میں بیٹھے یا دوسرے میں دعا پڑھے۔

2۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری: 3370

[2] صحیح مسلم: 402

«إِذَا قَعَدْتُمْ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، فَقُولُوا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، وَلْيَتَخَيَّرْ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَلْيَدْعُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ»۔ ①

”جب تم دو رکعت پڑھ کر بیٹھو، تو یوں کہو: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.... پھر اس کے بعد اللہ عزوجل سے اپنی پسندیدہ دعا کرو“۔

3۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نو وتر پڑھتے تو پہلے تشہد کے اندر درود بھی پڑھتے تھے اور دعا بھی۔ ②

نوٹ:

اگر پہلے تشہد میں درود اور دعا نہ بھی پڑھی جائے تو جائز ہے، اس کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتی ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَزِيْدُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ عَلَى التَّشَهُّدِ۔ ③

”بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ دو رکعتوں میں تشہد سے زیادہ

---

① سنن نسائی:1163 (صحیح)

② سنن نسائی:1720 (صحیح)

③ مسند أبی یعلی:4373 (صحیح)

نہیں پڑھتے تھے“۔

## سلام پھیرنے سے پہلے دعاؤں کے الفاظ:

1۔ «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ»۔ ①

”اے اللہ! بے شک میں تجھ سے جہنم کے عذاب، قبر کے عذاب، زندگی اور موت کے فتنوں اور مسیح دجال کے برے فتنے سے پناہ طلب کرتا ہوں“۔

2۔ «اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ»۔ ②

”اے اللہ! میں شک میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں، مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں، زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اے اللہ! میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں“۔

3۔ «اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ ③

”اے اللہ! یقیناً میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور تیرے علاوہ کوئی بھی گناہوں کو نہیں بخش سکتا، اپنے پاس سے مجھے بخشش عنایت فرما اور مجھ پر رحم

---

① صحیح مسلم:588

② صحیح بخاری:832، صحیح مسلم:589

③ صحیح بخاری:834، صحیح مسلم:2705

فرما، یقیناً تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

4۔ «اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَآ اَخَّرْتُ وَمَآ اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ وَمَآ اَسْرَفْتُ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ۔»[1]

"اے اللہ! مجھے معاف فرمادے جو کچھ میں نے پہلے کیا اور جو بعد میں کیا، جو پوشیدہ کیا اور جو علانیہ کیا، میں نے جو زیادتی کی اور جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے، تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔

## پہلے اور آخری تشہد میں فرق:

دونوں تشہدوں میں التحیات للہ...... درود اور درود کے بعد دعا پڑھنا مستحب ہے، جیسا کہ پیچھے مکمل تفصیل گزر چکی ہے، دونوں تشہدوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے تشہد میں درود اور درود کے بعد دعا مستحب ہے اور جو دعا چاہے پڑھ سکتے ہیں، لیکن دوسرے تشہد میں درود شریف پڑھنا فرض ہے اور درود کے بعد مخصوص دعا پڑھنا ضروری ہے، جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْآخِرِ، فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ أَرْبَعٍ»[2]

"جب تم میں سے کوئی ایک آخری تشہد سے فارغ ہو تو وہ چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے"۔

اور یوں دعا کرے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ

---

[1] صحیح مسلم:771

[2] صحیح مسلم:588

فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ»۔ [1]

''اے اللہ! بے شک میں تجھ سے جہنم کے عذاب، قبر کے عذاب، زندگی اور موت کے فتنوں اور مسیح دجال کے برے فتنے سے پناہ طلب کرتا ہوں''۔

نسائی شریف میں حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

ثُمَّ يَدْعُو لِنَفْسِهِ بِمَا بَدَا لَهُ۔ [2]

جس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ دعا پڑھنے کے بعد کوئی اور بھی دعا پڑھ سکتا ہے۔

خلاصہ:

آخری تشہد میں یہ دعا پڑھنا ضروری ہے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ»۔ [3]

''اے اللہ! میں تیرے ساتھ جہنم کے عذاب، قبر کے عذاب، زندگی اور موت کے فتنوں اور مسیح دجال کے برے فتنے سے پناہ طلب کرتا ہوں''۔

اس کے بعد اگر کوئی اور دعا پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں۔

## سلام:

* ......علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ»۔ [4]

''نماز کا آغاز تکبیر (اللہ اکبر) اور اختتام سلام کہنا ہے''۔

---

[1] صحیح مسلم:588

[2] سنن نسائی:1310 (صحیح)

[3] صحیح مسلم:588

[4] جامع ترمذی:3 (صحیح)

*......عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں سلام پھیرتے (اور کہتے) «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ» اور بائیں سلام پھیرتے (اور کہتے) «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ»۔ ①

*......وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. فَكَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ: «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ». وَعَنْ شِمَالِهِ: «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ»۔ ②

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، پس آپ سلام پھیرتے تھے اپنے دائیں (ان الفاظ سے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور اپنے بائیں (ان الفاظ سے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ''۔

*...... ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب سلام پھیرتے تو فرماتے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ اور بائیں جانب ان الفاظ سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔ ③

*......سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ أَرَى رَسُولَ اللهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى أَرَى بَيَاضَ خَدِّهِ۔ ④

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا (جب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں اور بائیں جانب

---

① سنن أبوداود:996 (صحیح)

② سنن أبوداود:997 (صحیح)

③ سنن نسائی:1321 (صحیح)

④ صحیح مسلم:582

سلام پھیرتے حتی کہ میں آپ کے رخسار کی سفیدی دیکھتا"۔

خلاصہ:

ان تمام احادیث سے چند مسائل معلوم ہوئے:

1......نماز کا اختتام سلام کہنے سے ہوگا۔

2......دائیں اور بائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے الفاظ کے ساتھ سلام پھیرنا ہوگا۔

3......دائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور بائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

4......دائیں جانب السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور بائیں جانب صرف السلام علیکم بھی کہہ سکتے ہیں۔

5 ...... دائیں جانب سلام کہتے ہوئے اچھی طرح دائیں جانب منہ موڑے، اسی طرح بائیں جانب سلام کہتے ہوئے اچھی طرح بائیں جانب منہ موڑے۔

فائدہ:

1......سلام پھیرنے کے بعد امام کو دائیں یا بائیں طرف سے پھر کر لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا چاہیے۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ۔ [1]

"نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھ لیتے تو اپنا چہرہ مبارک ہماری جانب کرتے"۔

اور مسلم شریف میں حدیث یوں آتی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد (قبلہ کی طرف منہ کر کے) اتنی دیر بیٹھتے تھے جتنی دیر میں یہ دعا پڑھی جاتی ہے:

---

[1] صحیح بخاری:845

«اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ»۔ ①

''اے اللہ ! تو ہی سلامتی والا ہے اور تیری طرف سے ہی سلامتی ہے، تو بابرکت ہے اے بزرگی اور عزت والے''۔

2......سلام پھیرنے کے بعد دائیں طرف سے پھرنا یا بائیں طرف، دونوں طریقے درست ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِيْنِهٖ۔ ②

''بے شک نبی کریم ﷺ اپنی دائیں جانب سے پھرتے تھے''۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ شِمَالِهٖ۔ ③

''میں نے کثرت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنی بائیں جانب سے پھرتے تھے''۔

**فائدہ:**

نمازِ جنازہ کے علاوہ باقی نمازوں میں ایک طرف سلام پھیرنے کی تمام روایات ضعیف ہیں۔

---

① صحیح مسلم: 592

② صحیح مسلم: 708

③ صحیح مسلم: 707

## سلام کے بعد مسنون اذکار:

1۔ سلام پھیرتے ہی اونچی آواز سے اللہ اکبر کہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كُنْتُ أَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ بِالتَّكْبِيرِ۔ ①

''میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تمام اور مکمل ہونا تکبیر (اللہ اکبر کی آواز) سے پہچان لیتا تھا''۔

2۔ پھر تین مرتبہ «أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ» پڑھے۔

3۔ پھر یہ دعا پڑھے:

«اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ»۔ ②

''اے اللہ! تو ہی سلامتی والا ہے اور تیری طرف سے ہی سلامتی ہے، تو بابرکت ہے اے بزرگی اور عزت والے''۔

ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ «أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ» فرماتے اور (یہ) دعا پڑھتے:

«اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ»۔ ③

''اے اللہ! تو ہی سلامتی والا ہے اور تیری طرف سے ہی سلامتی ہے، تو بابرکت ہے اے بزرگی اور عزت والے''۔

---

① صحیح بخاری: 842

② صحیح مسلم: 592

③ صحیح مسلم: 591

نوٹ:

نماز کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، جو لوگ صحیح حدیث کو (جس میں اللہ اکبر استغفر اللہ کا ذکر ہے) چھوڑ کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر کرتے ہیں ان کو اللہ سے ڈر جانا چاہیے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ پڑھا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نہیں پڑھا۔

4۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:

«لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔» ①

”اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے تمام قسم کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر مکمل قادر ہے، اے اللہ! جو تو عطا کرنا چاہے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکنا چاہے اسے کوئی دینے والا نہیں، اور کسی شان والے کو اس کی شان تجھ سے نفع نہیں پہنچا سکتی“۔

5۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

”اے معاذ! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، میں نے کہا: میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ہر نماز کے بعد یہ ذکر پڑھنا نہ چھوڑنا:

«رَبِّ أَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ»۔ ②

”اے میرے رب! اپنے ذکر کرنے، شکر کرنے اور اچھی عبادت کرنے

---

① صحیح بخاری: 844، صحیح مسلم: 593

② سنن نسائی: 1303 (صحیح)

میں میری مدد کر"۔

6۔ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

«مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ»۔[1]

"جس شخص نے ہر فرضی نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی، اس کو جنت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے کوئی چیز نہیں روکتی"۔

7۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ پڑھا اور 33 مرتبہ الحمد للہ کہا اور 33 مرتبہ اللہ اکبر کہا تو یہ ننانوے 99 ہوئے اور سو 100 کو پورا کرنے کے لیے کہتا ہے:

«لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ»۔[2]

"اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ساری بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، اور وہ ہر چیز پر مکمل قادر ہے۔"

"اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں"۔

8۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ -أَوْ فَاعِلُهُنَّ- دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ، ثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ تَسْبِيحَةً، وَثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ تَحْمِيدَةً، وَأَرْبَعٌ

---

[1] عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: 100 (صحیح)

[2] صحیح مسلم: 597

وَثَلَاثُوْنَ تَكْبِيْرَةً»۔ ①

''جو شخص ہر فرض نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد للہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر کہے گا وہ ناکام ونامراد نہیں ہوگا''۔

## نمازوں کی رکعات:

### 1۔ نمازِ فجر:

کل رکعات چار ہیں، دو سنتیں پھر دو فرض۔

### فجر کی دو سنتوں کی فضیلت:

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ صَلّٰى فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ: أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ»۔ ②

''جو شخص دن رات میں بارہ رکعات نماز (نفل) پڑھے اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے، ظہر سے پہلے چار رکعات، ظہر کے بعد دو اور مغرب کے بعد دو اور عشاء کے بعد دو اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں''۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔ ③

---

① صحیح مسلم: 596

② جامع ترمذی: 415 (صحیح)

③ صحیح بخاری: 1169

”رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعتوں (سنتوں) سے زیادہ دیگر نوافل کا اہتمام نہیں کرتے تھے“۔

یعنی جتنا اہتمام اور خیال فجر کی دو سنتوں کا کرتے، اتنا اہتمام اور خیال دوسرے نوافل کا نہ کرتے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا»۔[1]

”فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہیں“۔

## فجر کی سنتیں پڑھ کر دائیں پہلو پر لیٹنا سنت ہے:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ۔[2]

”نبی کریم ﷺ جب فجر کی دو سنتیں پڑھتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے“۔

## اعتراض:

ترمذی شریف میں حدیث آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بھی تم میں سے کوئی آدمی فجر کی دو رکعتیں ادا کرے تو دائیں کروٹ پر لیٹ جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ فجر کی دو سنتوں کے بعد لیٹنا فرض ہے، اس لیے کہ اللہ کے رسول ﷺ اس کا حکم دے رہے ہیں۔

## جواب:

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا حکم وجوب کے لیے نہیں ہے، بلکہ استحباب کے

---

[1] صحیح مسلم:725

[2] صحیح بخاری:1160، صحیح مسلم:743

لیے ہے، اس لیے کہ مسلم شریف میں حدیث آتی ہے کہ کئی دفعہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعتوں کے بعد نہیں لیٹتے تھے، اگر فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا فرض ہوتا تو آپ ﷺ کبھی اس کو ترک نہ کرتے، آپ ﷺ کا اس کو ترک کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ فجر کی سنتوں کے بعد نہ لیٹنے کی رخصت ہے۔

## فجر کی جماعت کے دوران سنتیں پڑھنا:

جب فرض نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے تو اس وقت فرض کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں ہوتی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِذَا اُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ اِلَّا الْمَكْتُوبَةُ»۔ ①

"جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی"۔

عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں اس وقت داخل ہوا جب رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں تھے، اس آدمی نے دو رکعت (فجر کی سنتیں) مسجد کے ایک کونے میں ادا کیں، پھر آپ ﷺ کے ساتھ جماعت میں شامل ہو گیا، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا:

«يَا فُلَانُ بِأَيِّ الصَّلَاتَيْنِ اعْتَدَدْتَ أَبِصَلَاتِكَ وَحْدَكَ، أَمْ بِصَلَاتِكَ مَعَنَا؟»۔ ②

"اے فلاں! ان دو نمازوں میں سے کون سی نماز کو تو نے فرض شمار کیا، کیا جو نماز تو نے تنہا ادا کی تھی اس کو یا ہمارے ساتھ جو ادا کی اس کو؟"۔

---

① صحیح مسلم: 710

② صحیح مسلم: 712

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب فجر کی جماعت کھڑی ہو جائے تو اس وقت فجر کی سنتیں پڑھنا ممنوع ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے صحابی کو ڈانٹا ہے۔

ابن بُحَینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أُقِيمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ، فَرَأَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيمُ، فَقَالَ: «أَتُصَلِّي الصُّبْحَ أَرْبَعًا؟» [1]

”صبح کی نماز کی اقامت کہی گئی، پس آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو نماز پڑھ رہا تھا اور موذن اقامت کہہ رہا تھا، چنانچہ آپ ﷺ نے اس سے کہا: کیا تو صبح کی چار رکعتیں پڑھتا ہے؟ (یعنی اس کو ڈانٹا کہ اقامت کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، تو اب بھی نماز پڑھ رہا ہے، پھر تو امام کے ساتھ فرض پڑھے گا، تو کیا تو چار فرض پڑھتا ہے؟ کیونکہ اقامت کے بعد صرف فرض ہی ہوتے ہیں)“۔

خلاصہ:

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ جب فجر کی جماعت کھڑی ہو جائے تو اس وقت سنتیں پڑھنا ممنوع ہے۔ اگر کوئی آدمی ایسے وقت مسجد میں پہنچے کہ جماعت کھڑی ہو گئی ہو تو وہ اس وقت سنتیں نہ پڑھے، بلکہ جماعت میں شامل ہو جائے اور فرض پڑھ کر سنتیں پڑھ لے، یا سورج طلوع ہونے کے بعد، باقی جس حدیث میں آیا ہے کہ صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ سنتیں بھی صبح کی نماز کا حصہ ہیں۔

نوٹ:

ابن خزیمہ کی جس روایت میں آتا ہے کہ آدمی صبح کی نماز کے بعد سنتیں پڑھ رہا تھا، آپ ﷺ کے سوال کرنے پر اس نے کہا یہ صبح کی سنتیں ہیں تو آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی، وہ روایت ضعیف ہے۔

---

[1] صحیح مسلم:711

## 2۔نمازِ ظہر:

نمازِ ظہر کی کل 12 رکعات ہیں۔

چار رکعتیں فرض نماز سے پہلے اور چار رکعتیں فرض نماز کے بعد۔

1...... چار رکعتیں فرض نماز سے پہلے:

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ صَلّٰى فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ: أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ»۔[1]

''جو شخص دن رات میں بارہ رکعات نماز (نفل) پڑھے اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے، ظہر سے پہلے چار رکعات، ظہر کے بعد دو اور مغرب کے بعد دو اور عشاء کے بعد دو اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں''۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا۔[2]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں ادا کرتے تھے''۔

نوٹ:

اگر کوئی آدمی فرضوں سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا چاہے تو یہ بھی درست ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ عَشْرَ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ،

---

[1] جامع ترمذی:415 (صحیح)

[2] صحیح مسلم:730

وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ.[1]

”میں نے نبی ﷺ سے دس رکعتیں یاد کی ہیں: دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد گھر میں اور دو رکعتیں عشاء کے بعد گھر میں اور دو رکعتیں صبح کی نماز سے پہلے“۔

خلاصہ:

اگر کوئی آدمی ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعات پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے اور اگر دو پڑھے تو تب بھی درست ہے۔

2۔ چار رکعات فرض نماز کے بعد:

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

«مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا، حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ».[2]

”جس شخص نے ظہر سے پہلے چار رکعات اور ظہر کے بعد چا رکعات پر محافظت کی، اللہ اس کو جہنم کی آگ پر حرام کر دے گا“۔

نوٹ:

اگر کوئی آدمی ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا چاہے تو یہ بھی درست ہے، جیسا کہ مذکورہ احادیث میں اس کا ذکر ہے۔

3۔ نمازِ عصر:

نمازِ عصر کی کل آٹھ رکعات ہیں، چار رکعتیں فرض نماز سے پہلے۔

---

[1] صحیح بخاری: 1180

[2] جامع ترمذی: 428، سنن ابوداود: 1269 (صحیح)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا». [1]

''اس آدمی پر اللہ رحم کرے جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھی''۔

4۔ نماز، مغرب:

نمازِ مغرب کی کل رکعات سات ہیں۔

دو رکعتیں فرض نماز سے پہلے اور دو فرض نماز کے بعد۔

1...... دو رکعتیں فرض نماز سے پہلے:

عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ»، ثُمَّ قَالَ: «صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ لِمَنْ شَاءَ»، خَشْيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً. [2]

''مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں ادا کرو، پھر فرمایا: مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں ادا کرو، جو شخص چاہے''۔ اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ لوگ اس کو طریقہ لازمہ نہ پکڑیں۔ (جس کو چھوڑنا جائز نہیں)''۔

2...... دو رکعتیں فرض نماز کے بعد۔

مذکورہ کئی احادیث میں اس کا ذکر آچکا ہے۔

5۔ نمازِ عشاء:

نمازِ عشاء کی کل 15 رکعات ہیں۔

دو رکعتیں فرض نماز سے پہلے اور چار فرض نماز کے بعد، تین وتر اور دو رکعتیں وتروں کے بعد۔

---

[1] جامع ترمذی: 430 (صحیح)

[2] سنن أبو داود: 1281 (صحیح)

1......دو رکعتیں فرض نماز سے پہلے:

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ»۔ ①

''ہر دو اذان (اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ہے''۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا مِنْ صَلَاةٍ مَفْرُوضَةٍ إِلَّا وَبَيْنَ يَدَيْهَا رَكْعَتَانِ»۔ ②

''ہر فرضی نماز سے پہلے دو رکعتیں ہیں''۔

2...... چار رکعات فرض نماز کے بعد۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری:

فَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ نَامَ۔ ③

''پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر اپنے گھر آئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعتیں پڑھیں، پھر سو گئے''۔

نوٹ:

عشاء کی فرض نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھنا بھی درست ہے، جیسا کہ مذکورہ احادیث میں گزر چکا ہے، معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے بعد کبھی دو رکعتیں پڑھتے تھے اور کبھی چار۔

3......تین وتر۔

---

① صحیح بخاری:624

② صحیح ابن حبان:2455

③ صحیح بخاری:117

4......دو رکعتیں وتر کے بعد۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر سے سلام پھیرنے کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ ①

ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ هٰذَا السَّهَرَ جَهْدٌ وَثِقَلٌ، فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، فَإِنْ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، وَإِلَّا كَانَتَا لَهُ». ②

"بے شک یہ بیداری مشقت اور بوجھ ہے، جب تم میں سے کوئی شخص وتر ادا کرے پس وہ (وتر کے بعد) دو رکعتیں پڑھے (اور سو جائے) پس اگر وہ رات کو کھڑا ہو (اور نفلی نماز پڑھے تو بہتر ہے) وگرنہ (یعنی اگر اس کو رات کو جاگ نہ آئے) دو رکعتیں اس کے لیے تہجد کی نماز ہوں گی"۔

فائدہ:

وتر اور وتر کے بعد والی دو رکعتیں عشاء کی نماز کے ساتھ وہ پڑھے گا جو تہجد نہیں پڑھنا چاہتا، یا اس کو بیدار نہ ہونے کا خطرہ ہو اور جو تہجد پڑھنا چاہتا ہے اور اس کو اٹھ جانے کی امید ہو تو وہ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھے۔

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ خَافَ أَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ، وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُوْمَ آخِرَهُ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ، وَذٰلِكَ أَفْضَلُ». ③

---

① صحیح مسلم:738

② سنن دارمی:1740 (حسن لذاتہ)

③ صحیح مسلم:755

”جسے پچھلی رات کو آنکھ نہ کھلنے کا ڈر ہو، اسے رات کے شروع میں وتر پڑھ کر (سونا چاہیے) اور جسے اٹھ جانے کی امید ہو، تو وہ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھے، بے شک پچھلی رات کی قرأت میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھنا افضل ہے“۔

## وتر کی تعداد:

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ شَآءَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ، وَمَنْ شَآءَ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ، وَمَنْ شَآءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ، وَمَنْ شَآءَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ»۔ ①

”وتر حق ہے، چنانچہ جو چاہے سات وتر پڑھے اور جو چاہے پانچ وتر پڑھے اور جو چاہے تین وتر پڑھے اور جو چاہے ایک وتر پڑھے“۔

## تین وتر ادا کرنے کا طریقہ:

تین وتر پڑھنے کی دو صورتیں ہیں:

1 ...... دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے، پھر اٹھ کر ایک رکعت ایک سلام کے ساتھ ادا کی جائے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”رات کی نماز دو رکعتیں ہے، پس جب تم میں سے کوئی ایک صبح ہونے سے ڈرے تو وہ ایک رکعت پڑھ لے، وہ (ایک رکعت) اس کی ساری نماز کو وتر (طاق) بنا دے گی“۔

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وتر کی جب تین رکعتیں ادا کرتے تو

---

① سنن نسائی: 1710 (صحیح)

دو رکعت اور ایک رکعت کے درمیان سلام پھیرتے اور بات چیت بھی کرتے۔ (یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب تین وتر پڑھتے تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتے، پھر بعد میں ایک رکعت علیحدہ پڑھتے)۔[1]

امام طحاوی حنفی نے شرح معانی الآثار: 279/1 میں سالم سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دو رکعت اور ایک رکعت کے درمیان سلام کے ذریعے فاصلہ کرتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُوْتِرُ بِرَکْعَةٍ یَتَکَلَّمُ بَیْنَ الرَّکْعَتَیْنِ وَالرَّکْعَةِ۔[2]

"بے شک نبی کریم ﷺ ایک رکعت وتر پڑھتے، دو رکعت اور ایک رکعت کے درمیان بات چیت بھی کرتے۔ (یعنی سلام پھیر کر)"۔

2...... تین وتر پڑھنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ تینوں رکعات ایک تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھی جائیں، ان کے درمیان میں (تشہد وغیرہ کی خاطر) بالکل نہ بیٹھا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مغرب کی نماز کی طرح تین وتر نہ پڑھو۔[3]

فائدہ:

معلوم ہوا کہ تین وتر مغرب کی طرح یعنی دو رکعت پڑھ کر بیٹھ جانا سلام کے بغیر کھڑے ہو کر تیسری رکعت پڑھ کر پھر سلام پھیرنا، اس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے، اگر کوئی تین رکعت وتر اکٹھی بغیر درمیان میں بیٹھنے کے ادا کرتا ہے تو جائز ہے، جیسا کہ اسی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین وتر پڑھو، لیکن

---

[1] صحیح بخاری: 990

[2] ابن ابی شیبہ: 291/2، ارواء الغلیل: 150/2

[3] مستدرک حاکم: 1137 (صحیح)

مغرب کی طرح نہ پڑھو۔

نوٹ:

جس روایت میں یہ الفاظ آئے: «لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ» وہ ضعیف ہے، اس کی سند میں قتادہ راوی مدلس ہے۔

اس طرح کی ایک اور روایت بھی آتی ہے، جس کے الفاظ ہیں:

«ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ»۔

یہ بھی ضعیف ہے، اس کی سند میں حسن بصری مدلس ہے۔

بہر حال مسئلہ اپنی جگہ پر صحیح ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

## پانچ وتر پڑھنے کا طریقہ:

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

يُوتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ إِلَّا فِي آخِرِهَا۔ ①

''رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعات ادا فرماتے، ان میں پانچ رکعات وتر ہوتے، ان پانچ رکعتوں میں صرف آخری پر بیٹھتے تھے''۔

## سات وتر ادا کرنے کا طریقہ:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِي السَّادِسَةِ، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ، فَيُصَلِّي السَّابِعَةَ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً۔ ②

''جب رسول اللہ ﷺ بوڑھے ہو گئے اور کمزور ہو گئے تو آپ ﷺ سات وتر ادا فرماتے، آپ ﷺ سات رکعات میں صرف چھٹی رکعت میں بیٹھتے، پھر

---

① صحیح مسلم: 737

② سنن نسائی: 1719 (صحیح)

(تشہد بیٹھ کر) سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے، پس آپ ﷺ ساتویں رکعت پڑھ کر پھر سلام پھیرتے''۔

## نو وتر پڑھنے کا طریقہ:

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَيُصَلِّيْ تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيْهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوْهُ، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ، ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوْهُ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا۔ [1]

''آپ ﷺ نو رکعات وتر ادا فرماتے، آپ ﷺ آٹھویں رکعت کے آخر میں تشہد بیٹھتے، پھر اللہ کا ذکر فرماتے، اللہ کی حمد وثنا کرتے اور دعا فرماتے، پھر نویں رکعت ادا کرنے کے لیے آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے اور (آٹھویں رکعت پر) سلام نہیں پھیرتے تھے، پھر نویں رکعت پڑھتے، پھر بیٹھ جاتے، پھر اللہ کا ذکر کرتے اور اللہ کی حمد وثنا کرتے اور دعا کرتے، پھر سلام پھیرتے''۔

## وتر میں دعائے قنوت:

وتر کی آخری رکعت میں یہ دعا پڑھے:

«اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَآ أَعْطَيْتَ، وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰي عَلَيْكَ، إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ»۔ [2]

---

① صحیح مسلم: 746

② سنن ابوداود: 1425 (صحیح)

''اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں ہدایت دے دے جنھیں تو نے ہدایت دی ہے، اور ان لوگوں میں عافیت دے دے جنھیں تو نے عافیت دی ہے، اور ان لوگوں میں میرا والی بن جن کا تو والی بنا ہے۔ جو فیصلہ تو نے کیا ہے اس کے شر سے مجھے بچا، کیونکہ تو فیصلہ کرتا ہے اور تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا، جس کا تو نگہبان بن جائے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا، اور جس سے تو دشمنی رکھے وہ معزز نہیں ہو سکتا، تو بابرکت ہے اے ہمارے رب، اور بلند ہے''۔

## دعائے قنوت رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد:

دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھے یا رکوع کے بعد پڑھے دونوں طرح درست ہے۔

رکوع سے پہلے کی دلیل:

*......اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔[1]

''بے شک رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تھے، چنانچہ آپ ﷺ دعائے قنوت رکوع سے پہلے کرتے تھے''۔

*......علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَأَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانُوْا يَقْنُتُوْنَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔[2]

''بے شک عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم وتر میں رکوع سے پہلے قنوت کرتے تھے''۔

---

[1] سنن ابن ماجہ:1182 (صحیح)

[2] مصنف ابن أبی شیبہ:306/3

نوٹ:

جس روایت میں آتا ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ وِتْرِيْ إِذَا رَفَعْتُ رَأْسِيْ وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا السُّجُوْدُ۔ ①

"رسول اللہ ﷺ نے مجھے وتروں کی دعائے قنوت سکھلائی، جب میں (رکوع سے) سر اٹھالوں اور (رکعت سے) سوائے سجدہ کے کوئی شے باقی نہ رہ گئی ہو"۔

یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں فضل بن محمد راوی ضعیف ہے۔

باقی اگر کوئی قنوت نازلہ پر قیاس کر کے رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھ لیتا ہے تو جائز ہے، لیکن بہتر رکوع سے پہلے ہے۔

## قنوتِ وتر میں ہاتھوں کو اٹھانا:

قنوتِ وتر میں ہاتھوں کو اٹھانے کے متعلق کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں ہے، اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگی جائے، یعنی اگر دعائے قنوت رکوع سے پہلے مانگنی ہے تو ہاتھوں کو باندھ کر اور اگر دعائے قنوت رکوع کے بعد مانگنی ہے تو ہاتھ چھوڑ کر۔

نوٹ:

اگر کوئی قنوت وتر کو قنوتِ نازلہ پر قیاس کر کے ہاتھ اٹھا کر دعا کر لے تو یہ بھی درست معلوم ہوتا ہے۔

## رات اور دن کی نفلی نماز دو دو رکعتیں:

بعض فرضی نمازوں سے پہلے جو چار سنتیں ہیں یا بعد میں، ان چار رکعات کو دو دو کر کے ادا کرنا بہتر اور افضل ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

① مستدرک حاکم: 172/3 (ضعیف)

«صَلٰوةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى»۔ ①

''رات اور دن کی (نفلی) نماز دو دو رکعتیں ہے''۔

باقی جس روایت میں آتا ہے ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«اَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيْهِنَّ تَسْلِيْمٌ، تُفْتَحُ لَهُنَّ اَبْوَابُ السَّمَآءِ»۔ ②

''ظہر سے پہلے چار رکعتیں ایسی ادا کرنا جن میں سلام نہ ہو، ان کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں''۔

یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں عبیدہ بن معتب راوی ضعیف ہے۔

**خلاصہ:**

چار سنتوں کو دو دو کر کے ادا کرنا بہتر ہے اور اگر چار سنتیں اکٹھی ایک سلام سے ادا کرے تو یہ بھی جائز ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ عملاً ثابت ہے۔ ③

## فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کا حکم:

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کے ثبوت میں کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال گزارے، پانچوں وقت نمازیں پڑھائیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت نے آپ ﷺ کے پیچھے نمازیں پڑھیں، مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کا ذکر نہیں کیا۔

---

① سنن أبوداود: 1295 (صحیح)

② سنن أبوداود: 1270

③ مصنف عبدالرزاق: 4237 (حسن لذاتہ)

# فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنے والوں کے دلائل اور ان کا رد

## دلیل نمبر:1

عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ انْحَرَفَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَدَعَا۔ [1]

''اسود بن عامر اپنے باپ عامر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، پس جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو قبلہ کی طرف سے منحرف ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور دعا کی''۔

## الجواب بعون الوہاب:

اولاً: اس حدیث میں رَفَعَ يَدَيْهِ وَدَعَا (آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی) کے الفاظ مصنف ابن ابی شیبہ کے اندر نہیں ہیں اور یہ حدیث جن کتب حدیث کے اندر موجود ہے کسی کتاب میں بھی یہ الفاظ موجود نہیں ہیں، اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جن الفاظ سے مسئلہ ثابت کیا جاتا ہے وہ الفاظ کتب حدیث کے اندر موجود ہی نہیں ہیں۔

ثانیاً: اگر وقتی طور پر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہ الفاظ ثابت ہیں تو اس سے اجتماعی دعا کا مسئلہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے، اس میں تو صرف اتنا ہے کہ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے

---

[1] ابن ابی شیبہ

اور دعا کی، اس سے زیادہ سے زیادہ انفرادی دعا پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔

## دلیل نمبر:2

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا مِنْ عَبْدٍ بَسَطَ كَفَّيْهِ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ...» الخ۔

''جو بندہ ہر نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلائے اور پھر کہے: اے میرے اللہ اور ابراہیم، اسحاق، یعقوب کے اور جبرائیل اور میکائیل، اسرافیل کے معبود! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری دعا کو قبول فرما، میں بے قرار ہوں، تو میرے دین کو محفوظ رکھ، میں مبتلا ہوں مجھے اپنی رحمت میں لے لے، میں گناہ گار ہوں ہم سے فقر دور کر دے، میں مسکین ہوں''۔

تو اللہ پر حق ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی نہ لوٹائے۔

## الجواب بعون الوھاب:

یہ روایت ضعیف ہے۔

1۔ اس روایت کی سند میں عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن ہے، جس کی احادیث جھوٹی اور من گھڑت ہیں۔

قال فی المیزان: اتھمه احمد وقال النسائی وغیرہ: لیس بثقه۔

2۔ اس روایت کی سند میں خصیف بن عبدالرحمٰن راوی سیئ الحفظ (برے حافظہ والا) ہے۔[1]

3۔ اگر چند منٹ کے لیے یہ روایت صحیح مان بھی لی جائے، تو پھر بھی اس سے اجتماعی دعا کا مسئلہ نہیں نکلتا، اس لیے کہ اس میں اجتماعی دعا کا ذکر نہیں ہے، بلکہ انفرادی دعا کا ذکر ہے۔

---

[1] تقریب، ص:92

فتفکر وتدبر ولا تکن من الغافلین المتعبین المتعصبین۔

## دلیل نمبر: 3

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ رَفَعَ یَدَہٗ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَھُوَ مُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَۃِ فَقَالَ: «اَللّٰھُمَّ خَلِّصِ الْوَلِیْدَ بْنَ الْوَلِیْدِ....» الخ۔

''رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد اپنے ہاتھوں کو اٹھایا، اس حال میں کہ آپ ﷺ قبلہ کی طرف منہ کرنے والے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ!...... الی آخرہ''۔[1]

## الجواب بعون الوہاب:

یہ روایت ضعیف ہے۔

1۔ اس روایت کی سند میں علی بن زید بن جدعان راوی ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضعیف من الرابعۃ۔[2]

قال صاحب تحفۃ الاحوذی: فی سند ھذا الحدیث علی بن زید بن جدعان وھو متکلم فیہ۔[3]

2۔ اگر اس روایت کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی اس روایت سے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا، اس میں صرف اتنا ہے کہ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی، اس سے زیادہ سے زیادہ انفرادی دعا پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔

---

[1] ابن کثیر

[2] تقریب، ص: 246

[3] تحفۃ الاحوذی: 245/1

## دلیل نمبر 4:

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِذَا صَلَّیْتُمُ الصُّبْحَ فَافْزَعُوْا اِلَی الدُّعَآءِ»۔

جب تم صبح کی نماز پڑھ لو تو دعا کی طرف سبقت کرو“۔

## الجواب بعون الوھاب:

یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

اس روایت کی سند میں عباس بن عبداللہ بن احمد بن عصام راوی متہم ہے۔ ①

نوٹ:

بعض لوگ اس روایت کو مسلم اور نسائی کی اور ابوداود کی طرف منسوب کرتے ہیں، لیکن یہ روایت نہ صحیح مسلم میں ہے اور نہ ہی ابوداود اور نسائی شریف میں۔

## دلیل نمبر 5:

فضل بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلصَّلٰوۃُ مَثْنٰی تَشَھَّدُ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ وَتَخَشَّعُ وَتَضَرَّعُ وَتَمَسْکَنُ ثُمَّ تُقْنِعُ یَدَیْكَ» یَقُوْلُ: تَرْفَعُھُمَا اِلٰی رَبِّكَ مُسْتَقْبِلًا بِبُطُوْنِھِمَا وَجْھَكَ۔ «وَتَقُوْلُ: یَا رَبِّ یَا رَبِّ وَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ ذٰلِكَ فَھُوَ کَذَا وَکَذَا» وفی روایۃ: «فَھُوَ خِدَاجٌ»۔ ②

”نماز دو دو رکعت ہے، ہر رکعت میں تشہد بیٹھ، خشوع، خضوع اور اطمینان کر، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے رب کی طرف سیدھے پھیلا اور یا رب یا رب کہہ، جو آدمی ایسا نہیں کرے گا اس کی نماز ناقص ہوگی“۔

---

① مغنی: 429/1

② ترمذی وغیرہ

## الجواب بعون الوھاب:

یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

1۔ اس کی سند میں عبداللہ بن نافع بن ابی العمیاء راوی مجہول ہے۔[1]

2۔ اگر اس روایت کو چند منٹ کے لیے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس روایت میں بھی اجتماعی دعا کا ذکر نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ انفرادی دعا پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔

## دلیل نمبر:6

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے نماز پڑھنے سے پہلے ہی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی شروع کر دی، تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے۔[2]

## الجواب بعون الوھاب:

1۔ جو بھائی یہ روایت پیش کرتے ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ یہ روایت اصل کتاب سے پیش کریں، تاکہ دیکھا جا سکے کہ اس کی سند صحیح ہے یا ضعیف، جب تک اصل کتاب سے حدیث نظر نہیں آئے گی اس وقت تک حدیث کی صحت وسقم کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

2۔ کسی حدیث کے راویوں کے ثقہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث یا اس کی سند صحیح ہو۔

3۔ اگر وقتی طور پر اس روایت کو صحیح تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس میں بھی اجتماعی دعا کا ذکر نہیں، بلکہ انفرادی دعا کا ذکر ہے۔

خلاصہ:

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے والوں کے پاس کوئی بھی صحیح دلیل نہیں

---

[1] تقریب:191/1

[2] مجمع الزوائد،ص:19

ہے اور اس دعویٰ پر جتنے بھی دلائل پیش کیے گئے ہیں وہ تمام کے تمام ضعیف ہیں، جیسا کہ مذکورہ تفصیل سے معلوم ہو چکا ہے، پھر تعجب کی بات یہ ہے کہ ان لوگوں کا دعویٰ تو اجتماعی دعا کا ہے، لیکن جتنے بھی دلائل پیش کیے گئے ہیں ان میں اجتماعی دعا کا ذکر تک نہیں، بلکہ ان میں انفرادی دعا کا ذکر ہے۔

نوٹ:

اگر کسی سبب کی بنا پر نماز کے بعد کبھی اجتماعی دعا کر لی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، مثلاً نماز کے بعد ایک آدمی کہتا ہے:

''میں مریض ہوں، یا ''فلاں'' مصیبت میں مبتلا ہے، لہٰذا آپ سب بھائی میرے لیے یا اس کے لیے دعا کریں''۔

تو اس صورت میں اس کے لیے اجتماعی دعا کرنا جائز ہوگا، جیسا کہ بخاری وغیرہ میں حدیث آتی ہے کہ جمعہ کے دن خطبہ کے دوران ایک دیہاتی آیا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! جانور اور لوگ قحط کی وجہ سے ہلاک ہو رہے ہیں، آپ اللہ سے دعا کریں، آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا شروع کر دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہاتھ اٹھائے۔ ①

---

① صحیح بخاری

# فضائل اعمال میں ضعیف روایت کے قبول ہونے کا مسئلہ

صحیح اور راجح بات یہی ہے کہ ضعیف روایت پر عمل جائز نہیں ہے، نہ اعمال میں اور نہ فضائل میں۔

یہ مذہب امام بخاری، امام مسلم، یحییٰ بن معین اور ابن حزم وغیرہ کا ہے۔[1]

فائدہ:

میرے بھائیو! ضعیف روایت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس روایت میں حدیث کے صحیح اور حسن ہونے کی شروط نہیں، یعنی اس کا ثبوت اللہ کے رسول ﷺ سے نہیں ہے۔

تو جب ایک روایت کا ثبوت اللہ کے رسول ﷺ سے نہیں تو اس کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا کیسے جائز ہوگا؟ پھر اصول حدیث کی تمام کتب میں ضعیف کو مردود (جن کو رد کیا گیا ہے) کی اقسام میں شمار کیا گیا ہے، جو چیز ہی مردود ہے تو اس کو بیان کرنا اور اس پر عمل کیسے جائز ہوگا؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معمولی سے شبہ کی وجہ سے حدیث کو بیان نہیں کرتے تھے، تا کہ اس حدیث کے مصداق نہ بن جائیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ»۔

”جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے“۔

زبیر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ جیسے فلاں فلاں رسول اللہ ﷺ سے (کثرت کے

[1] قواعد الحدیث، ص: 113، لفضیلۃ الشیخ جمال الدین القاسمی

ساتھ) احادیث بیان کرتا ہے آپ نہیں بیان کرتے؟ تو زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا اور الگ نہیں رہا، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے''۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے زیادہ حادیث بیان کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان روکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے''۔

میرے بھائیو! ذرا سوچیں اور غور کریں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث سننے کے باوجود معمولی شک وشبہ کی بنا پر احادیث بیان نہ کرتے، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہ باندھا جائے اور جو روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی نہیں اس کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا کیسے جائز ہے؟

**نوٹ:** بعض علمائے کرام ضعیف روایت پر عمل کرنے کی چند شرائط لگاتے ہیں، جیسے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِن شرائط العمل بالضعیف ثلاثة: احدھا ان یکون الضُّعفُ غیر شدید فیخرج من انفرد من الکذابین ولمتھمین بالکذب ومن فحش غلطه، نقل العلائی الاتفاق علیه۔

الثانی: ان یندرج تحت اصل معمول به، وفی الجامع الصغیر أصل عام۔

الثالث: ألا یعتقد عند العمل به ثبوته لئلا ینسب الی النبی ﷺ مالم یقله۔[1]

---

[1] تدریب الراوی:196

ضعیف روایت پر عمل کی تین شرائط ہیں:

1۔ یہ کہ ضعف زیادہ سخت نہ ہو (یعنی معمولی ہوئی)، اس شرط کے لگانے سے جھوٹے راوی اور جن پر جھوٹ کی تہمت ہے اور جن کی غلطیاں بہت زیادہ ہیں وہ خارج ہو گئے (یعنی ان کی روایت قبول نہیں کی جائے گی) ضعیف روایت پر عمل کرنے کی اس شرط پر سب کا اتفاق ہے۔

2۔ یہ کہ ضعیف روایت کسی اصل عام کے تحت درج ہو (یعنی جو حکم ضعیف روایت میں بیان کیا گیا ہے وہ عمومی طور پر کسی قرآن کی آیت سے یا کسی صحیح حدیث میں بیان ہوا ہو)۔

3۔ الا یعقد عند العمل به ثبوته. لئلا ینسب الی النبی ﷺ مالم یقله۔
اس کے ساتھ عمل کے وقت اس کے ثبوت کا اعتقاد نہ رکھا جائے (یعنی یہ اعتقاد نہ ہو کہ یہ بات نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے) تاکہ نبی کریم ﷺ کی طرف وہ بات منسوب نہ ہو جائے جو آپ ﷺ نے نہیں کہی۔

خلاصہ:

ان تین شرائط سے معلوم ہوا کہ ضعیف روایت پر عمل اس وقت جائز ہے جب روایت میں ضعف معمولی ہو اور جو حکم ضعیف روایت میں بیان ہوا ہے، وہ حکم عمومی طور پر کسی آیت میں یا کسی صحیح حدیث میں ذکر ہو۔ اس دوسری شرط سے معلوم ہوا کہ عمل حقیقت میں اصل عام (قرآن کی آیت یا صحیح حدیث) کے ساتھ ہے نہ کہ کسی ضعیف روایت کے ساتھ۔

كما قال الألباني: ان العمل فى الحقيقة ليس بالحديث الضعيف وانما بالأصل العام والعمل به وارد وجد الحديث الضعيف أولم يوجد ولا عكس، أعنى العمل بالحديث

ضعیف إذا لم یوجد الأصل العام۔ ①

"علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ اس دوسری شرط پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عمل حقیقت میں ضعیف حدیث کے ساتھ نہیں، بلکہ اصل عام کے ساتھ ہے اور اصل عام پر عمل ہوگا، خواہ ضعیف حدیث ہو یا نہ ہو، لیکن اس کے الٹ نہیں، یعنی اگر اصل عام نہیں تو ضعیف حدیث پر عمل نہیں ہوگا"۔

فتفکر وتدبر ولا تکن من الغافلین المتعصبین۔

ضعیف احادیث پر عمل کی تیسری شرط پر بھی غور کریں وہ یہ تھی کہ یہ اعتقاد نہیں ہونا چاہیے کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، کیا جو لوگ ضعیف احادیث پر عمل کر کے فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرتے ہیں ان کا یہ ذہن ہے کہ یہ کام رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں؟

# تمت بالخیر

① صحیح الجامع الصغیر، ص:51